جنوری و اپریل ۱۹۲۴ء نمبر

وَلْتَكُن مِّنكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ
عَنِ الْمُنكَرِ ۚ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ

اشاعتِ اسلام

اردو ترجمہ

اسلامک ریویو انگریزی مجریہ مسجد ووکنگ (انگلستان)

زیر ادارت

خواجہ کمال الدین مبلغ اسلام

درخواستہائے خریداری بنام منیجر اشاعت اسلام

عزیز منزل ۔ لاہور

قیمت سالانہ للعہ

ممالک غیر کیلئے عہ

شَهِدَ مِنْكُمُ فَلْيَصُمْهُ ۚ وَمَنْ كَانَ مَرِيْضًا
اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ۚ يُرِيْدُ اللّٰهُ
بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ ز وَ
لِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ
وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝ وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ
فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ ۚ اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ
فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِيْ وَلْيُؤْمِنُوْا بِيْ لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُوْنَ
اُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ اِلٰى نِسَآئِكُمْ ط
هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ ؕ عَلِمَ اللّٰهُ
اَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَخْتَانُوْنَ اَنْفُسَكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ
وَعَفَا عَنْكُمْ ج فَالْـٰٔنَ بَاشِرُوْهُنَّ وَابْتَغُوْا مَا كَتَبَ
اللّٰهُ لَكُمْ ص وَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ
الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ص
ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّيَامَ اِلَى الَّيْلِ ۚ وَلَا تُبَاشِرُوْهُنَّ
وَاَنْتُمْ عٰكِفُوْنَ فِي الْمَسٰجِدِ ط تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ

حمائل شریف بلا ترجمہ

مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار بگوید
حمائل شریف کا نمونہ سامنے ملاحظہ فرمائیں۔
یہ حمائل شریف ۲۹×۲۲ کے ۳۲ صفحہ پر ہے
کاغذ سفید ولایتی ہے۔ جو ۲۰ صفحات پر
مشتمل ہے اور مجلد ہے۔ ہدیہ عہ مع محصولڈاک

لمعات انوار محمدیہ

حضرت نبی کریم صلعم کے پاک حالات اور آپ کے خلق کا
آئینہ حسن معاشرت کا فوٹو علمی ادبی۔ اخلاقی و
اصلاحی مضامین کا دلنواز مجموعہ۔ آنحضرت صلعم کے
مختلف شعبہائے زندگی کا دلکش مرقع جسمیں بردست
مشرقی و مغربی اہل قلم نے مضامین لکھے ہیں بلا جلد ۶ر مجلد ۱ر

اسلام قیمت فیجلد ۵ر

یعنی

ہمدردی بنی نوع انسان کا مذہب

مصنفہ حضرت مولانا مولوی محمد علی صاحب مترجم ترجمۃ القرآن انگریزی
تفصیل مضامین :- امن کا مذہب۔ اسلام کی امتیازی
خصوصیات۔ اسلام ایک تاریخی مذہب ہے۔ اسلام کے بنیادی
اصول۔ اسلام میں خدا کا تصور۔ الہام الٰہی۔ حیات ثانیہ۔
کیفیت بعد از ممات۔ فرشتوں پر ایمان۔ ایمان کا اصل اصول
نماز۔ روزہ۔ حج۔ حقوق العباد۔ اخوت اسلامی۔ سخاوت

تفسیر سورۃ فاتحہ قیمت ۴ر

مصنفہ حضرت مولوی محمد علی صاحب مترجم ترجمۃ القرآن انگریزی
سورۃ فاتحہ کی نہایت ہی دلچسپ تفسیر۔ ہر ایک مسلم کے
گھر اسکی ایک کاپی ہونی از بس ضروری ہے

سیرت نبوی

آنحضرت صلعم کی زندگی کا مختصر سا خاکہ۔ آپ کے اخلاق فاضلہ
کی سچی تصویر۔ قیمت فیجلد ۵ر

تصاویر نماز عید لندن مسجد ووکنگ (انگلستان)

قیمت فی درجن ۱۰ر

تصاویر نومسلمانان یورپ

قیمت فی درجن ۱۰ر۔ چار درجن مجلد ۲ر

قرآن اور جنگ ۴ر

مصنفہ حضرت مولوی صدر الدین صاحب مبلغ جرمن مشن
اسمیں ثابت کیا گیا ہے کہ قرآن کریم ہی وہ فقید المثال صحیفہ ہے کہ جسمیں صرف حالات جنگ کے مناسب حال تعلیم ہے۔ بلکہ اسمیں ہر ایک وقتی ضرورت کا علاج موجود ہے۔ قیمت ۴ر

لندن میں جلسہ مولود النبی صلعم ۳ر

اس کتاب میں اس جلسہ کی روئداد ہے جو سیسل ہوٹل میں ۱۹۱۶ء میں آنحضرت صلعم
کی ولادت مقدس کی تقریب پر ہوا۔ اسمیں فاضل نومسلم مسٹر محمد مارمڈیوک پکتھال
کی زبردست تقریر آنحضرت صلعم کے "خلق عظیم" پر ہے
جو قابل رشک ہے

دنیا کے مشہور شہدائے ثلاثہ

تفصیل مضامین دنیا کے مشہور شہدائے ثلاثہ۔ سقراط
مسیح۔ حسین۔ دنیا پر شہادت کا اثر۔ قیمت ۷ر

فہرست مضامین رسالۂ اشاعتِ اسلام لاہور

جلد (۱۱) | بابت ماہ مارچ ۱۹۲۵ء مطابق ماہ شعبان ۱۳۴۳ھ | نمبر (۳)

نمبر شمار	مضمون	مضمون نگار	صفحہ
۱	شذرات	از مترجم	۹۷
۲	انگلستان میں اسلام کی شاندار فتح	از قادر داد خان از مسجد ووکنگ	۹۹
۳	اسلامی ہوا	از خواجہ نذیر احمد صاحب	۹۹
۴	معراج	از قلم حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مبلغ اسلام	۱۰۵
۵	معراج کا مہینہ اور زکوٰۃ	" " "	۱۱۴
	اللہ تعالیٰ کی محبت اسلام میں	از قلم زبیدہ خاتون بی اے	۱۱۷
	اسلامی رواداری ہندوستان میں	از قلم مسٹر محمد مارما ڈیوک پکتھال	۱۲۳
	الاسلام	از قلم حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مبلغ اسلام	۱۲۷
	گوشوارہ آمد و خرچ ووکنگ مسلم مشن بابت ماہ جنوری ۱۹۲۵ء	از فنانشل سکرٹری	۱۳۴
	اسلام قرآن کی زبان میں	از قلم خواجہ کمال الدین صاحب مبلغ اسلام	۱۳۵
	قبولیت اسلام	از قادر داد خان از مسجد ووکنگ	۱۴۲
	اے قومی رہنماؤ کچھ قوم کی خبر لو	ایک مسلم بہن کی قلم سے	۱۴۳

شذرات

شاہجہان مسجد ووکنگ کے آستانہ پر تیسرا لارڈ

تصویر جسقدر سجدات شکر ہم ادا کریں تھوڑے ہیں۔ لارڈ ہیڈلے فاروق۔ سر عبد اللہ آرچی بالڈ ہملٹن کے نام نامی تو ہر مسلم گھر کے مایہ ناز ہیں۔ آج ایک تیسرے لارڈ اور بیرونٹ۔ رائٹ آنریبل ارل آف کریون اور کونٹس آف کاتھ کارٹ کو ہم آستانۂ شاہجہان مسجد ووکنگ (انگلستان) پر اس تصویر میں ہم دیکھتے ہیں۔ خدا تعالیٰ رئیسہ بھوپال کے خاندان کو سرسبز رکھے۔ آپ کی والدہ ماجدہ نواب شاہجہان بیگم صاحب مرحومہ و مغفورہ کے عطیہ سے مسجد ووکنگ تعمیر ہوئی۔ نہ معلوم یہ مسجد کس اخلاص اور محبت سے بنائی گئی۔ کہ جو آج مغرب میں مرکز اسلام بنگئی جس کے آستانہ پر انگلستان کے رؤسائے عظام پہنچتے ہیں۔ اگر مرحومہ بیگم بھوپال نے مسجد بنا دی۔ تو حضرت علیا موجودہ سرکار بھوپال نے نہ صرف مسجد کے ماہواری اخراجات کو مہیا کر دیا۔ بلکہ آپ کا وجود باجود مسلم فرمانروایان میں سب سے اول ہے جنہوں

نے بلا تحریک حضرت خواجہ صاحب خود بخود اس کار خیر یعنے ووکنگ مشن کی امداد کی طرف توجہ فرمائی اور اس میں معتدبہ حصہ لیا۔ جس سے اس مسجد کا نام اس وقت عالم کے چار گوشوں میں پہنچگیا۔ حضرت خواجہ صاحب نے پسند کیا ہے اس مسجد کا نام مسجد شاہجہاں رکھا جائے۔ تاکہ نہ صرف اس کے بانی کا علم دنیا کو ہو۔ بلکہ آپ کا نام گرامی مسلم دُعاؤں میں آوے +

ووکنگ سے تازہ چٹھی جو آئی ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک اَور انگلش بیرونٹ کے بیٹے حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔ وہ اگر امریکہ میں جاکر امریکن رعایا نہ بنتے تو آج ہم مسلم بیرونٹوں کی تعداد میں ایک اور کا اضافہ دیکھتے۔ ان کے علاوہ سات اور مرد عورتیں اسلام میں شریک ہوئیں۔ جنکے نام رسالہ ہذا کے صفحہ ۱۴۲ پر درج ہیں +

البانیا کا تخت انگریزی اخبارات میں یہ خبر نہایت خوشی سے دیکھی گئی کہ لارڈ ہیڈلے اور آپ کے بعد سر عبداللہ ہملٹن کو رعایا البانیہ نے تخت البانیہ پیش کیا۔ جو اُنھوں نے کسی مصلحت سے قبول نہیں کیا۔ اللہ تعالیٰ ہم پر وہ دن پھر لانیوالا ہے۔ جب اسلام میں سچے ایمان کا عوضہ خدا کی جناب سے تخت و تاج ہُوا کرتا تھا۔ کیا یہ واقعات کل کے کُل برادران اسلام کو اشاعت اسلام کی طرف مُتوجہ کرنے کے لئے کافی نہیں۔ مسلم بھائی خوب غور کرلیں ہماری مشکلات کا بہترین حل اسی مسئلہ اشاعت اسلام پر ہے۔ اول بھی اسلام غربا نے ہی پھیلایا۔ اور آج بھی اسلام انہیں کی طفیل پھیلیگا۔ بھائیو! اٹھو جاگو!! ہمت کرو۔ سردست دو کام کرو۔ ایک تو رسالوں کی اشاعت بڑھا دو۔ انکے منافع اشاعت اسلام کیلئے ہی وضع ہوچکے ہیں۔ دوسرا ہر ایک بھائی ایک ایک دو دو روپے اپنے ذمے ماہواری چندہ ڈالدے۔ اور سکرٹری ووکنگ مسلم مشن عزیز منزل لاہور کو اس کی اطلاع دے۔ وہ ماہواری وصول کرلینگے۔ اس کی بابت کچھ ہو سکتا ہے +

انگلستان میں اسلام کی شاندار فتح

حضرات پادری کا فرار

مکرم بندہ جناب ایڈیٹر صاحب - السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ

ماہ گذشتہ میں ووکنگ کے پادری صاحب ریوریڈ آر - بی - جالی نے دی کرسچن مشنری سوسائٹی پر تبصرہ کرتے ہوئے ایک سرسری ریمارک ہمارے مشن کے متعلق کیا - اور کہا - کہ "اسلامی ہوا" ووکنگ بھی آن پہنچا ہے +

عامتہ الناس میں اس ریمارک پر ایک ہلچل سی پڑ گئی - جس کا نتیجہ یہ ہوا - کہ مقامی اخبار موسوم بہ ووکنگ نیوز اینڈ میل میں ایک اچھی خاصی لمبی خط و کتابت اسلامی ہوا کی سرخی کے نیچے چھڑ گئی - حتٰے کہ خواجہ نذیر احمد صاحب امام مسجد ووکنگ کو پادریصاحبان کو ایک کھلے مباحثہ کیلئے الوہیت مسیح پر چیلنج کرنا پڑا - پادریصاحبان اپنی پرانی عادت کے مطابق مقابلہ پر نہ آئے - انہوں نے اپنے عمل سے اسلام کی صداقت کا ایک عملی ثبوت دیا - جس کا اثر اللہ کے فضل سے ہر فرد بشر پر عمدہ ہوا +

آپکے قارئین کرام کی دلچسپی کیلئے ذیل کی خط و کتابت ارسال کرتا ہوں - امید ہے کہ آپ اپنے رسالہ میں درج فرما کر ممنون فرمائیں گے +

خاکسار - قادر دہو خاں از مسجد ووکنگ (انگلستان)

اسلامی ہوا

مکرمی ایڈیٹر صاحب ووکنگ نیوز اینڈ ڈیلی میل :-

میں نے آپکے گذشتہ نمبر میں کرائسٹ چرچ کے پادریصاحب کی تقریر پڑھی ہے جیسا انہوں نے ذکر کیا ہے - کہ مسلم ہوا ووکنگ میں بھی پہنچگیا ہے - کیا مقدس پادریصاحب

کی مراد ان مسلمان فوجیوں سے ہے جو بروک وڈ اور ہارسل کے قبرستانوں میں مدفون ہیں؟ یا انکا
اس ہوا سے مراد ان مسلمانوں سے ہے جنھوں نے برطانیہ عظمیٰ کو اس عیسائی ملک یعنی جرمنی سے بچانے
میں جان دی؟ میں چاہتا ہوں کہ پادری موصوف اس ہوا کو اپنے اصلی معنوں میں پیش کریں۔
میرا خیال ہے۔ کہ عقائد اسلام یہودیت سے بہت ملتے جلتے ہیں۔ فرق صرف اتنا ہے کہ یہودی تبلیغ
کے حامی نہیں۔ اور اسلام کی نظر میں سب خدا کے نیچے ہیں۔ اور یہ کہ حضرت عیسیٰ خدا نہ تھے بلکہ نبی
اسلام میں کوئی مذہب کا ٹھیکہ دار (جس طرح کہ عیسائی ممالک میں پادری صاحبان ہیں) نہیں ہوتا۔ اسلام
شراب کو ناجائز قرار دیتا ہے۔ میرے خیال میں یہ اصول کسی کے لئے ہوا نہیں ہو سکتا +

مارس رابرٹ ۲۱ نومبر ۱۹۲۴ء

مکرمی ایڈیٹر صاحب

ووکنگ میں اس اسلامی ہوا کا حوالہ دیتے ہوئے کئی سال ہوئے۔ کہ جب اس ہوا کو یہاں سے نکالنے کی
کوشش کی گئی تھی ایک مشرقی طالبعلم کو سکاٹلینڈ سے اسی غرض سے بلایا گیا تھا۔ غریب لڑکے نے
جسکے والدین مسیحیت قبول کر چکے تھے مسجد کے ایک لیکچر میں اقرار کیا۔ کہ پادری صاحبان بابت تثلیث
کی تبلیغ نہیں کرتے۔ درحقیقت اُسے کبھی اس مقدس راز سے آگاہی نہ تھی۔ جب تک کہ امام مسجد ووکنگ
نے اُسے ان اصولوں سے آگاہ نہ کیا۔ نتیجہ یہ ہوا۔ کہ وہ فوراً اپنے دھرم باپ سے متنفر ہو گیا +

خیر خواہ جی ڈکر ووکنگ
(ووکنگ کے پادری صاحب)

مکرمی ایڈیٹر صاحب!

مجھے شہر کے پرانے باشندوں سے معلوم ہوا ہے کہ ریورنڈ جالی کے فقرے اسلامی ہوا سے مراد ووکنگ
مسلم مشن کے کارکنندگان سے ہے۔ مجھے اخبار ووکنگ نیوز ڈیلی میل کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ پادری
موصوف نہایت ہی شکاری انسان ہیں۔ کیا ہی اچھا ہو اگر وہ اپنا زرہ بکتر پہن میدان میں نکلیں اور
ووکنگ کے مسلمانوں سے بحث مباحثہ کر لیں۔ مجھے یقین ہے کہ ایک تو انہیں اس سے غور و خوض کا موقع ملیگا
دوسرا اس مباحثہ کی آمدنی ووکنگ ہسپتال کے کام آئیگی +

مارس رابرٹ ۔ ہارسل

ان خطوط کے اخبار مذکور میں چھپنے کے بعد خواجہ نذیر احمد صاحب امام مسجد ووکنگ نے ایک چیلنج اس مضمون کا
بھیجا اور درخواست کی۔ کہ وہ جلد جواب دیویں لیکن تاحال انکی طرف سے کوئی جواب موصول نہیں ہوا

وہ چیلنج بدیں الفاظ تھا :-

مکرمی ایڈیٹر صاحب ووکنگ نیوز اینڈ ڈیلی میل :-

جناب من ! مجھے ابھی بتایا گیا ہے - کہ ایک بہت دلچسپ خط و خط کتابت چند ہفتوں سے آپ کے کالموں میں ہو رہی ہے جسمیں ہمارے مشن کا خاص طور پر ذکر کیا گیا ہے ہیں وکر موصوف کرائسٹ چرچ کے ان قابل ذکر کلمات پر صدائے احتجاج بلند نہیں کرونگا - مسٹر مارس رابرٹ کا رویہ میری رائے میں قابل داد ہے - اور میں بخوشی مسٹر جالی کو "الوہیت مسیح" پر مباحثہ کرنیکے لئے دعوت دیتا ہوں چونکہ قرآن مجید پادری صاحب موصوف کیلئے کوئی معیار صداقت نہیں اس لئے میں تجویز کرتا ہوں - کہ دونوں طرف سے دلائل کا ماخذ انجیل ہو میں یہاں یہ کہنا بھی ضروری سمجھتا ہوں - کہ میں انجیل کو جہانتک وہ اپنی موجودہ صورت میں خدا کی کتاب کہلانیکی مستحق ہے الہامی کتاب مانتا ہوں +

میں اس مباحثہ کے آدھے اخراجات دینے کیلئے تیار ہوں یا یکمشت دس پونڈ بھی دینے کیلئے تیار ہوں - علاوہ ازیں پادری صاحب موصوف کو حق ہو گا - کہ مباحثہ کی آمدنی کسی مقامی خیراتی کام میں صرف کریں - میں مفصلہ ذیل شرائط مباحثہ پیش کرتا ہوں +

۱ - مباحثہ تحریری ہو - اور سوال و جواب نہوں - اس لئے عقلمند لوگ خود ہی رائے قائم کرلیونیگے -

۲ - ایک منتظمہ کمیٹی جسمیں ہر دو فریقین کے نمایندوں کے علاوہ مختلف مذاہب کے انسان شریک ہوں بنائی جاوے

۳ - شرح داخلہ زیادہ نہو مثلاً ایک شلنگ ۶ پنس +

۴ - ووکنگ نیوز اینڈ میل میں کارروائی مباحثہ چھپنی چاہئیے +

آپ کا خیر خواہ

خواجہ نذیر احمد - امام مسجد ووکنگ

اس کا جواب پادری صاحب موصوف نے امام مسجد ووکنگ کو ذاتی طور پر دیا - اور لکھا کہ دو تین ہفتہ کے بعد جواب دینگے چنانچہ امام موصوف نے دوبارہ ایڈیٹر اخبار کو لکھا کہ جبتک پادری صاحب جواب نہ دینگے - وہ اس معاملہ میں کوئی قدم نہیں بڑھا سکتے - چنانچہ پادری صاحب موصوف نے ایک خط ایڈیٹر صاحب کو لکھا جسمیں انھوں نے یہ جواب دیا :-

مکرمی ایڈیٹر صاحب !

جناب من ! - بوجہ بیماری میں نے چند ہفتوں سے آپ کا اخبار نہیں پڑھا اور میں یہ سنکر حیران ہوا ہوں کہ "مسلم مبلغ" کی سرخی کے نیچے میرا نام شائع ہوتا رہا ہے میں لفظی جنگ میں شامل ہونے کا خواہشمند نہیں ہوں مسجد ووکنگ

کی طرف اشارے سے میری مُراد اسکی روز افزوں ترقی تھی۔ اس مسئلہ پر میں تمام خط وکتابت ایک ایسے دوست کو بھیجتا ہوں جس نے اس معاملہ کا خاص طور پر مطالعہ کیا ہے۔ اور جو آپ کو عنقریب ایک چٹھی لکھیں گے +

خیر خواہ ۔ آر ۔ بی ۔ جالی

چنانچہ پادریصاحب موصوف کے دوست پادری سٹانٹن نے حسب ذیل خط لکھا :۔

مکرمی ایڈیٹر صاحب ووکنگ نیوز ڈیلی میل

جناب من! کرائسٹ چرچ ووکنگ کے پادریصاحب نے میری توجہ اس خط وکتابت کی طرف مبذول کی ہے جو کہ آپ کے کالموں میں "اسلامی ہوّا" کے عنوان سے چند ہفتوں سے شائع ہوتی رہی ہے۔ مجھے ووکنگ مشن کے حالات اچھی طرح معلوم ہیں۔ اسلئے میں یہ چند سطور ارسال خدمت کرتا ہوں۔ میری رائے میں لفظ "اسلامی ہوّا" کا پادری صاحب موصوف نے غیر مناسب استعمال کیا ہے۔ اور اسکی وجہ میری رائے میں دو ہیں۔ اوّل اس سے مُراد یہ ہے۔ کہ ووکنگ کا "اسلامی پروپیگنڈا" عیسائیوں کیلئے خطرناک ہے۔ حالانکہ معاملہ اس کے برعکس ہے۔ ووکنگ مسلم مشن والے رواجی اسلام کے برخلاف خدا کی ابوت اور اخوت انسانی، مذہبی رواداری، تواحد از دواج اور بہشت کی روحانی برکات، اسلام کے نمایاں پہلو بتاتے ہیں یہ سب کے سب عیسائی نصب العین ہیں۔ جو کہ رواجی اسلام قبول نہیں کرتا +

لفظ "ہوّا" سے دوسری مُراد یہ بھی ہو سکتی ہے۔ کہ مسلمان عیسائیوں کے دشمن جری ہیں۔ اور ہم عیسائی لوگ ان کا انحطاط دیکھنا چاہتے ہیں۔ یہ بھی غلط ہے۔

ہم عموماً ایکدوسرے کو یہ کہتے ہیں کہ کاش ہم عیسیٰ کی پیروی کرتے۔ کیا آج تک کبھی کسی مسلمان نے یہ بھی کہا ہے۔ کہ کاش ہم عیسےٰ کی پیروی کرتے۔ کیا آج تک کسی مسلمان نے یہ بھی کہا ہے کہ کاش ہم محمدؐ کی پیروی کرتے انسانیت کیلئے۔ یہ نقصان عظیم ہو گا۔ اگر اول الذکر نصب العین کو موخر الذکر سے تبدیل کر لیا جاوے +

خواجہ نذیر احمد صاحب کی تجویز بحث و مباحثہ کے متعلق میری عرض ہے۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ انکے والد بزرگوار (خواجہ کمال الدین صاحب جو کہ مشن کے بانی ہیں) بحث مباحثہ کو بنظر استحسان نہیں دیکھتے۔ مزید براں اس مسئلہ پر ہماری بہت سی کتب چھپ چکی ہیں (یہاں پادریصاحب نے چند کتب کے نام درج کئے ہیں) +

آپ کا خیر خواہ ۔ ایچ یو وائٹ برخسٹ سٹانٹن ۔ ڈی ۔ ڈی

اس کا جواب خواجہ نذیر احمد صاحب نے مفصلہ ذیل دیا :-

مکرمی ایڈیٹر صاحب

جناب من! میں امید کرتا ہوں۔ کہ آپ میری اس چٹھی کو اپنی اخبار میں جگہ دیکر ممنون فرمائینگے۔ ریورینڈ آر۔ بی جالی کے خط سے جو کہ آپ کے اخبار مورخہ ۱۹ دسمبر ۱۹۲۴ء میں شائع ہوا ظاہر ہوتا ہے۔ کہ اگرچہ وہ زخمی کرنیکے بہت مشتاق تھے۔ مگر ضرر پہنچانیسے گھبراتے بھی تھے۔ اگر "وہ مسلم ہو" کے برداشت کی تاب نہ رکھتے تھے تو کیا یہ بہتر نہ تھا۔ کہ وہ اسکی ترقی کو روکتے۔ کیا وہ ایسا کرنے کی جرات کرینگے؟ ہرگز نہیں؟ بہر حال یہ قابل افسوس ہے کہ وہ ایک ایسے دوست کی آڑ میں کہ جس نے اس معاملہ کا خاص مطالعہ کیا ہے" پناہ لیں +

میری رائے میں ڈاکٹر سٹانٹن نے اس معاملہ پر کسی قسم کی نئی روشنی نہیں ڈالی۔ وہ عیسائیت اور احتیاط کو مترادف الفاظ سمجھتے ہیں۔ اور ان کی عقل اور تجربہ انکو یہی سکھلاتا ہے کہ وہ کوئی جنبش نہ کریں۔ سوائے چند ایک بے بنیاد دعووں کے انہوں نے کچھ نہیں کہا۔ وہ عیسائیت کے چار پہلو پیش کرتے ہیں۔ جن کو انکے خیال میں اسلام نے نقل کیا ہے۔ وھوھذا:-

۱۔ خدا کی ابوت اور اخوت انسانی۔ اسکے جواب میں میں ایک عیسائی سند پیش کرتا ہوں "اسلامی اور قدیمی اسرائیلیوں کی اخوت ایک بہت بھاری قوت ہے۔ برعکس اس کے عیسائی ممالک میں یہ ایک فقرہ بےمعنی ہے (انسائیکلو پیڈیا ببلیکا جلد چہارم کالم ۴۶۵۸) +

۲۔ مذہبی رواداری۔ میرا جواب اسکے متعلق جنگ صلیبی اور ... سے ہے جو عیسائیت کے ساتھ خاص تعلق رکھتے ہیں +

۳۔ تعدد ازدواج حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور پولوس کا نصب العین تجرد تھا لیکن پولوس کا حضرات پو ادر کو زجر و توبیخ کرنا جس کا انجیل میں ذکر ہے۔ ان لوگوں کیلئے جو تدبر کریں بہت بڑے گہرے معنی رکھتی ہے +

۴۔ بہشت کی روحانی برکات بہشت کے متعلق اسلامی تصور یہ ہے کہ وہ ہمارے اعمال کا نتیجہ ہے اور وہ اس دنیا سے شروع ہو کر حیات بعد الموت میں جاری رہتی ہے لیکن برعکس اسکے عیسائی تصور مجتہدان صلیب کے نقطۂ نگاہ سے مخلوق خدا کا سواد اعظم

یعنی غیر عیسائیوں کو اُن تمام نعمتوں سے محروم ٹھیراتا ہے +

میری تجویز مباحثہ کے جواب میں ڈاکٹر سٹانٹن صاحب نے میرے والد بزرگوار کے ایک خیالی اعتراف کا ذکر کیا ہے۔ اور اس ذریعہ سے وہ تمام معاملہ سے گریز کر گئے ہیں۔گو مجھے یہ پڑھ کر خوشی حاصل ہوئی ہے۔ کہ ڈاکٹر صاحب موصوف میرے والد بزرگوار کو اپنے لئے کامل نمونہ سمجھتے ہیں۔ اور خصوصاً جب اُنہیں اپنا اُتو سیدھا ہوتا نظر آئے۔ تو ان کے نقش قدم پر چلنے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔ میں اپنی کتابوں کا آپ کے کالموں میں بغیر اُجرت اشتہار دے کر آپ کی مہربانی کا ناجائز فائدہ اُٹھانا نہیں چاہتا۔ جیسیکہ ڈاکٹر سٹانٹن نے کیا +

آپ کا خیر خواہ

خواجہ نذیر احمد امام مسجد ووکنگ

ذیل کی کتب زیر طبع ہیں احباب ان کتب کی خریداری کے لئے اپنے نام رجسٹر کرالیں +

۱۔ رُوحانیات فے الاسلام

۲۔ ہستئ باریتعالیٰ

۳۔ الاسلام یعنی ویمبلے کانفرنس کا مضمون کتابی شکل میں +

۴۔ پادری صاحبان کیلئے حل طلب معمّے +

۵۔ اسلامی نماز کا فلسفہ +

تمام درخواستیں بنام دفتر مسلم بک سوسائٹی عزیز منزل۔ لاہور

معراج

شب معراج عروج تو ز افلاک گذشت
آں مقامیکہ رسیدی نرسد ہیچ نبی

(از قلم حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مبلغ اسلام)

معراج کے کوئی معنے لئے جائیں ۔ علماء صوفی فلسفی اسکی جو چاہیں تشریح کریں قدسی کا یہ شعر ہر معنوں میں صحیح نظر آتا ہے ؛

اگر آنحضرت صلعم زمین سے آسمان پر اور پھر آسمان اول سے کل افلاک سے آگے عرش معلّے تک جا پہنچے ۔ تو یہ کونسا امر ان کے لئے مستبعد تھا جبکہ ان کا قلب مبارک جس رفعت کو پہنچا تھا ۔ وہاں دیگر انبیا علیہم السلام کے قلوب پہنچے ہوئے نظر نہیں آتے ۔ ہماری دنیوی رفعت اور مشغل ترقی ہی تو ہمارے قلب و دماغ کی رفعت کے ساتھ ساتھ چلتی ہے ۔ اسی طرح ہماری روحانی کیفیات کا بھی حال ہے ۔ وسعت قلب سے ہی رفع روحانی ہوتا ہے ۔ اور اس رفعت روح کے ماتحت ہی انسان مختلف افلاک سے کہیں پرے چلا جاتا یشرح صدر سے کوئی ممدوح انس و ملک " ورفعنا لک ذکرک " کا مستحق ہو جاتا ہے ؛

معراج کی رات آنحضرت صلعم مختلف آسمانوں سے گذرتے ہوئے عرش تک پہنچے ۔ قاب قوسین کے مصداق ہوئے ۔ راستہ میں مختلف انبیاء علیہم السلام انہیں مختلف آسمانوں پر نظر آئے ۔ جناب آدمؑ اگر آسمان اول پر تھے ۔ تو جناب مسیح فلک چہارم پر نظر آئے ۔ جناب موسےٰ پانچویں آسمان پر آپ کو ملے ۔ تو جناب ابراہیمؑ چھٹے آسمان پر ۔ علےٰ ہذا ہر آسمان پر ایک نہ ایک نبی نظر آیا ۔ معراج کی رات کس نگاہ نے یہ نظارے دیکھے ۔ وہ کشفی تھی یا جسمانی ۔ یہ انبیاء علیہم السلام فی الواقع ان مختلف آسمانوں پر کھڑے تھے

یا یہ اُن کی رُوحی رفعت کے مقامات کا ایک کشفی نظارہ تھا۔ میں اس مختصر مضمون میں ان امُور پر بحث کرنی نہیں چاہتا۔ میں ہر دو امُور قبول کرنے کے لئے تیار ہوں۔ اور اُنکے لئے دلائل بھی رکھتا ہوں۔ سما کے معنے رفعت اور بلندی کے بھی ہیں۔ مرنے کے بعد کی رفعت یہاں کی قلبی کیفیت سے وابستہ ہوتی ہے۔ اور قلبی کیفیّات کی رفعت کا اندازہ اسبات پر ہے کہ انسان کہاں تک اخلاق خداوندی اپنے اندر رکھتا ہے +

کُل صفاتِ الٰہیہ کی سرتاج صفت ربُوبیت ہے۔ یا ان سب کیلئے ربّ العٰلمین بطورِ اُم ہے۔ جسکے ظہور کے خاص خط و خال اولین رحمانیت۔ رحیمیّت اور مالکیت ہیں۔ باقی اسماءِ حسنہ مندرجۂ قرآن کُل کے کُل اُن چار صفات تلے آجاتے ہیں۔ ہر ایک چیز خواہ وہ کسی عالم سے تعلّق رکھتی ہو۔ محض حق مخلوقیّت کی بنا پر اس ربُوبیّت عامہ سے مستفیض ہوتی ہے۔ اس فیض کی تقسیم میں کوئی تمیز نہیں ہوتی اس وسیع قلب کے ساتھ ربُّ السّمٰوات والارض عرش عظیم پر متمکن ہیں۔ خاک کے پتلے میں جو قلب ہے۔ وہ بھی اسی قلب الٰہیہ کا ایک ظل ہے۔ اس کی پہنچ بھی عرش عظیم تک ہے۔ اگر اسکے قواء اور اسکے مکسُوبات کُل کے کُل بلا تمیز قوم و رنگ و جنس مخلوق الٰہیہ کی پرورش میں لگجائیں۔ یعنی انسان رب العالمین والے اخلاق کا متخلّق ہو جائے یہی مقام قاب قوسین ہے۔ جہاں اِنسانی قوس کا اُوپر والا حصّہ ربانی قوس کے نچلے حصّہ سے جا ملتا ہے +

جس طرح کائنات میں یہ سات بلندیاں (سمٰوات) ہمارے سر پر ہیں قلب انسانی کی رفعت کے بھی سات ہی سمٰوات ہیں۔ انسان کے اندر کی ضروریات ہی اسکی کُل حرکات و علوم کا باعث ہوتی ہیں۔ ان ضروریات

میں ایک چیز پیدا کرتا ہے۔ اسکو ادراک کہتے ہیں۔ اس ادراک کی رفعت و بلوغت کے سات مقام ہیں۔ حیوان جب کسی ضرورت یا اشتہا کو محسوس کرتا ہے تو جہاں کہیں بھی اس کی دفع ضرورت کے اسباب ہوں وہاں پہنچتا ہے اور اسباب کی تمیز نہیں کرتا۔ کہ کہاں تک ان اسباب سے متمتع ہونے کا اُسے حق حاصل ہے۔ حیوان کے سامنے جو آئے اس پر منہ مارتا ہے۔ یہی قلب حیوانی کی کیفیت ہے۔ انسانوں کا ایک بھاری حصہ آج اُسی قلب و ادراک کو اپنے اندر لئے ہوئے ہے۔ جو چیز دیکھتے ہیں۔ اُسے اپنی سمجھتے ہیں اور اس پر قبضہ کرنے میں تامل نہیں کرتے۔ خواہ اس حصول کا ذریعہ چوری ہو یا سینہ زوری۔ چور۔ ڈکیٹ۔ دغاباز۔ مختلف جرائم پیشہ اور آجکل کی مہذب فاتح قومیں یہ سب کی سب ایک ہی قطار میں اور ادراک کی اس پہلی منزل یا قلب حیوانی کو اپنے اندر لئے ہوئے ہیں۔ اس سے حقیقی تمدن قائم نہیں ہو سکتا۔ تمدن کی پہلی منزل نصفت شعاری سے وابستہ ہے۔ جہاں ہر ایک کے حقوق کا پاس ہو۔ پھر انسان ہی لے جو اس کا حق ہو۔ اور خوشی سے دوسرے کو اس کا حق لینے دے۔ یعنی خواہ وہ کسی کو فائدہ تو نہ پہنچائے لیکن دیگر مخلوق قطعاً قطعاً اسکی اذیت اور نقصان رسانی سے بچ جاوے جو اس حالت کو حاصل نہیں کرتا۔ وہ حیوان بھی نہیں اس سے بدتر ہے۔ انہیں کا نام قرآن نے کالانعام بل ھم اضل رکھا ہے +

الغرض عدل سے کام لینے والا ادراک کی دوسری منزل پر ہوتا ہے لیکن وہ روحانیات کے پہلے آسمان سے طے کر لیتا ہے۔ اسکے لئے جنت اوّل کے دروازے کھلجاتے ہیں۔ اُسے فلسفی اصطلاح میں ادراک انفرادی کہتے ہیں۔ اسکے بعد آہستہ آہستہ انسان میں دوسرے ادراک پیدا ہوتے ہیں۔ یعنی وہ دوسرے کی ضروریات کو اپنی ضرورت کی طرح سمجھنے لگتا ہے۔ انکی تکلیف کو اپنی تکلیف جانتا ہے۔ اس ادراک کے پیدا ہونے سے اُس کی

روحانی ترقی ہوتی ہے ۔ چنانچہ اسمیں سے پہلی منزل ادراک اہلی ہے ۔ جب انسان اپنی ضروریات کی طرح عیال کی ضروریات کو سمجھے ۔ اور اسی جوش وخروش سے ان کا تہیہ کرے ۔ جیسے وہ اپنے لئے کرتا ہے ۔ ادراک علی العموم ہر ایک انسان میں شادی کرنے کے بعد پیدا ہوتا ہے ۔ قرآن نے شادی کا مقصد اس خلق کو پیدا کرنا بتلایا ہے:

(وجعل بینھم مودۃ ورحمۃ)

اسکے بعد ادراک کی تیسری منزل اس انسان کو حاصل ہوتی ہے یا ل بچوں کی چاردیواری سے گذر کر اپنے کنبے کے دیگر افراد سے اسی طرح سلوک کرنے کی اہلیت اپنے اندر دیکھتا ہے جیسے وہ اپنی ذات سے یا اپنے اہل وعیال سے کرتا ہے ۔ اس کا نام صلہ رحمی ہے ۔ اسکے بعد اس کی ہمدردی اور اس کا حسن سلوک اس قوم کے ساتھ ہو جاتا ہے جس میں وہ پیدا ہوا ۔ وہ اپنی کُل کی کل قوم کو اپنا کنبہ بنا لیتا ہے ۔ اُن اخلاق سے متصف رُوحانی رفعت کے چوتھے آسمان پر ہوتے ہیں ۔ پھر اہل ملک سے کنبہ کی طرح سلوک کرنا اور اسکے بعد جنس انسان کو حقیقی معنوں میں اپنا کنبہ سمجھنا یہ سلوک یا رُوحانیات کی پانچویں اور چھٹی منزل ہوتی ہے ۔ اسکے بعد جو منزل ہے ۔ جہاں کل کی کُل مخلوق آلہیہ انسان کا اپنا خاندان ہو جاتا ہے اس مقام کا مالک ایک ادنےٰ سے ادنےٰ جانور کی تکلیف وضرورت کو اپنی تکلیف اور اپنی ضرورت سمجھتا ہے ۔ اور اس کے دفعیہ کا انتظام کرتا ہے ۔ ان ترقیات کیلئے جیسا کہ میں نے پہلے کہا ضروری ہے کہ گو انسان سے کسی دوسری جماعت کو فائدہ نہ پہنچے ۔ لیکن اس سے اس کو نقصان تو مطلق نہ پہنچے ۔ کیونکہ یہ صفت منزل دوم میں ہی ضروری ہو جاتی ہے ۔ جس کی لازمی صفت نصفت شعاری ہے ۔ بہت سے لوگ اپنے کنبہ اور اپنی قوم اور اپنے ملک والوں سے نیکی کرتے ہیں لیکن جو ظلم وحق تلفی وہ دوسری قوموں کی کرتے ہیں ۔ اس سے اُنکے کُل اخلاق تباہ ہو جاتے ہیں ۔ ان ادراک و شرح وصدر کی کل منازل کو طے کر کے انسان رُوحانیات

کے ساتوں آسمان سے پار اس مقام پر چلا جاتا ہے۔ جہاں سے رب العالمین کے صفات کاملہ ظاہر ہوتے ہیں۔ اس مقام کا دوسرا نام عرش ہے۔ ایسا ہی انسان متخلق با اخلاق کاملہ الہیہ ہو جاتا ہے۔ اسی کا قلب مطہر عرش عظیم ہوتا ہے +
جناب آدم طبعاً اخلاق کے پہلے آسمان پر ہی آنحضرت صلعم کو نظر آنے چاہیئے تھے۔ کیونکہ انکی مودۃ ورحمت کے حاصل کرنے والے انکے کنبہ کے اپنے ہی لوگ تھے۔ آپ کی فطرت میں تو تمام اخلاق کے کُل جوہر تھے۔ لیکن ان کے اظہار کے مواقع ابھی پیدا نہ ہوئے تھے۔ جناب مسیح کا اپنا قول وفعل انہیں ادراک کی چوتھی منزل سے آگے جانے نہیں دیتا۔ وہ بچّوں کی روٹی کتّوں کو نہیں ڈالتے۔ وہ سُوروں کے آگے موتی نہیں بکھارتے۔ ان سے آپ کی مراد غیر اسرائیلی لوگ ہیں۔ وہ جس رُوحانی الوان نعمت یعنے دین حقّہ کو لائے اُسے کسی غیر قوم کو دینا نہیں چاہتے۔ اور جب درد محسُوس کرتے ہیں تو یروشلم اور اُس کے بچّوں کیلئے وہ روتے ہیں۔ انہیں اوروں سے کوئی تعلق نہیں۔ لیکن جناب موسےٰ کو اسرائیلیوں کے علاوہ فرعون اور آل فرعون کا بھی درد ہے۔ وہ انکی اصلاح کی فکر میں بھی ہیں +

لہٰذا اگر جناب مسیح اور مُوسےٰ خاتم النبیین کو چوتھے اور پانچویں آسمان پر نظر آئیں تو یہ طبعی امر تھا۔ جناب ابراہیم کا درد ہر ایک قوم کیلئے ہے وہ سب کے لئے مہمان نواز ہیں۔ ان کی محبت انکی مُروّت اور ان کی ہمدردی کا مستحق ہر فرد انسان ہے۔ جس کی شاہد بائبل اور قرآن ہے۔ یہ ادراک کی چھٹی منزل ہے۔ تو لازماً اس رُوحانیت اور ادراک والا انسان موت کے بعد چھٹے آسمان پر متمکن ہو جاتا ہے +

آنحضرت صلعم کے رُوحانی عروج کی شہادت نہ صرف قرآن کریم بدیں الفاظ دیتا ہے۔ قل انّ صلواتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العلمین یعنے آپ کی زندگی کا مقصد ربُوبیّت عالمین ہے جسمیں کُل کی کُل مخلوق الٰہی شامل ہے۔ بلکہ آپ کی زندگی بھی اسی کی شاہد ہے۔ آپ کا کل نسل انسانی کی اصلاح کیلئے

مبعوث ہونا۔ آپ کی کل کی کل تعلیمات کا من کل الوجوہ انسانی فلاح و صلاح سے وابستہ ہونا قومی ۔ ملکی ۔ لونی ۔ عصبیات و تعصبات سے ارفع ہونا۔ پھر بے زبان حیوانوں سے اپنی زندگی میں ہر وقت نیک سلوک کرنا اور دوسروں کو اس سلوک کی تعلیم و ترغیب دینا مثلاً اونٹوں ۔ ہرنیوں ۔ گھوڑوں ۔ کوؤں ۔ کتوں بلیوں اور دیگر پرند چرند جانوروں ۔ حتٰے کہ درختوں تک کی تکلیف پر آپ کا دل پسیجنا ۔ اور اُن کی تکلیف کے دفعیہ کے سامان کرنا ۔ یہ وہ باتیں ہیں جو اَور انبیاء میں نظر نہیں آتیں ۔ آپ کا ادراک اور آپ کی وسعت قلب اور خلق عظیم جن مقامات پر پہنچا وہاں تاریخاً دوسرے انبیاء نہیں پہنچے ۔ یہ مقام ساتوں آسمان یا عرش عظیم کا مقام ہے ؎

شب معراج عروج تو ز افلاک گذشت
آں مقامیکہ رسیدی نہ رسد ہیچ نبی

اس سے یہ نہ سمجھا جائے کہ آنحضرت صلعم نے جو کچھ شب معراج کے متعلق بتلایا وہ محض ایک استعارہ تھا ۔ اور لفظی معنوں میں آپؐ کے ارشادات کی کوئی حقیقت نہ تھی ۔ مجھے اولاً یہ دکھلانا تھا ۔ کہ انسان کا قلب ہی اپنی بہشت اور رُوحانیت کے آسمان بنا لیتا ہے ۔ اور موت کے بعد وہاں جا پہنچتا ہے ۔ جس جس رُوحانیت کے مقام پر اس دنیا میں کوئی کھڑا ہوتا ہے ۔ مرنے کے بعد وہ اس رفعت یا آسمان پر چلا جاتا ہے ۔ اگر شب معراج میں عروج نبویؐ اس قدر بلند ہے ۔ تو آپؐ کا قلب مُطہر ہی تو اپنی وسعت میں اور آپؐ کا ادراک ہی تو اپنی رفعت میں سب سے بلند تر ہے ۔ ورنہ جو کچھ ہمارے حضورؐ نے دیگر انبیاء کے متعلق فرمایا وہ حقیقت تھی ۔ اور آپؐ کی سیر افلاک بھی حقیقت تھی +

رہا آپؐ کا جسم کے ساتھ آسمان پر جانا ۔ میں تو اس امر کا بھی قائل ہوں کہ آپؐ کے اس رویا کو خواب سے تعبیر کرنا غلط ہی نہیں بلکہ گناہ ہے ۔ آپ جسم سے گئے ۔ ہاں اس جسم کی کیفیت میں اختلاف رائے ہو تو اسمیں حرج نہیں ۔ اور

اس اختلاف کی بانی حضرت عائشہ صدیقہ ہے ۔ لیکن یہ میرا ایمان ہے کہ آپؐ نے
سوئے ہوئے نہیں ۔ بلکہ جاگتے ہوئے اپنے حواس کاملہ کے ساتھ یہ سیر کی ۔
ہاں آپؐ کا جسم خاکی آپؐ کی رفیق زندگی یعنے حضرت عائشہؓ کے ساتھ تھا جیسے کہ
وہ فرماتی ہیں ۔ یہ امر کسیقدر تشریح چاہتا ہے ۔ اولاً ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ یہ
کس طرح ممکن ہے (میں نے اس مضمون پر اپنی کتاب (الی الاسلام
(Towards Islam) میں بزبان انگریزی مفصل لکھا ہے ۔ اس کا خلاصہ
یہاں دیتا ہوں) آج بجلی کی کلوں کے ذریعہ انسان آناً فاناً کہیں کا
کہیں پہنچ جاتا ہے ۔ ہزاروں میل کی باتیں منٹوں میں سُن لیتا ہے لیکن بذاتِ
خود بجلی کچھ نہیں کر سکتی ۔ جب وہ انسانی دماغ تلے آجاتی ہے ۔ تو یہ سب
کرشمے دکھلاتی ہے ۔ بجلی کے مرتبان پر انسانی قلب و دماغ باہر سے کام کرتا
ہے ۔ اب بالفرض اگر انسانی دل و دماغ بجلی کے مرتبان میں ہو تو یہ سب کرشمے
خود بجلی کا مرتبان کر دکھائیگا ۔ اسی طرح اگر انسانی جسم کُل کا کُل گوشت و پوست
کی بجائے بجلی کا ہو جائے ۔ تو پھر ہم فوق الطریق پر دیکھیں اور سُنیں
آن واحد میں ہزاروں میل طے کر جائیں ۔ سائنس کے اکتشافات سے
آج پتہ چلتا ہے ۔ کہ بجلی کے ذرات ہی اولاً عناصر اور پھر عناصر کے بعد
تنظیمی اور غیر تنظیمی مخلوق بنکر آہستہ آہستہ درخت حیوان اور انسان بن گئے ۔ گویا
برقی ذرات کثیف ہوتے ہوتے کائنات کو پیدا کر رہے ہیں ۔ انسانی جسم
بھی برقی ذرات کا ہی مجموعہ ہے لیکن یہ ذرات انسانی ہیولا میں آکر بہت
کثیف ہو جاتے ہیں ۔ اگر وہ ذرات اپنی کثافتوں سے کسی وقت الگ
ہو جائیں ۔ اور اپنی اصلی لطافت کو پالیں تو پھر یہ خاک کا پتلا کہاں سے کہاں
چلا جائیگا ۔ لیکن برقی ذرات سے بھی الطف ایک اور چیز ہے جو کئی منزلوں
بعد کثیف ہوتے ہوتے برقی ذرات کی شکل اختیار کر لیتی ہے ۔ اس کا نام نور
ہے ۔ بجلی کے مقابل نور روشنی سریع السیر مانی گئی ہے ۔ حالانکہ خود روشنی بھی اُس

نورِ اصلی کی کثیف سے کثیف شکل ہے۔ یہ باتیں اب علمی انکشافات میں آچکی ہیں۔
اللہ نور السموات والارض والی آیت بھی اسی حقیقت کی طرف اشارہ کرتی ہے
یعنے خدا کے نور سے کائنات بنی۔ اور انسان میں کائنات کے کُل جوہر آگئے۔
انسانی دل و دماغ اور اس کے قوت ارادی میں اللہ تعالیٰ نے یہ خاص خوبی رکھی
ہے۔ کہ اگر وہ کسی رنگ میں کامل ترقی پالیں تو جسم انسانی سے امر متعلقہ میں جو چاہے
خدمت لیلے۔ اور وقت ضرورت پر خاص قوا کو دوسرے قوا سے جُدا کرلے۔ مثلاً
انسان میں ہنسنے اور رونے کے خواص ہیں۔ یہ دو متضاد باتیں ہیں۔ جب وہ روتا ہے
تو ایسا معلوم کرتا ہے کہ اسمیں ہنسنے کے خواص کبھی بھی نہ تھے۔ بالمقابل ایک
فن کا مشاق یہ طاقت بھی رکھتا ہے۔ کہ آنِ واحد میں روئے بھی اور ہنسے بھی
ہمارے اندر کی کُل قوتوں کا بھی یہی حال ہے۔ اگر ہم رُوح کی صفائی کرلیں
اور اسکے ماتحت وہ ذرّاتِ نُور اپنا کام کرنے لگجائیں۔ جس سے ہمارا جسم ابتدائً
بنا یا بالفاظ دیگر اس نور جوہر کو جسمانی کثافتوں سے پاک کرلیں۔ تو پھر کسی مکمل
انسان کے اندر کا نورانی جسم اگر خاکی جسم سے الگ ہوکر ہفت افلاک سے گذرتا
ہوُا عرش تک کی سیر کرے۔ اور اس کا خاکی جسم بھی بستر سے جُدا نہ ہو تو کونسا
امر مستبعد ہے۔ ہم دور کی باتیں سُن سکتے ہیں۔ دُور کے مشاہدات گھر بیٹھے
کرسکتے ہیں۔ ایک ہی وقت گھر میں دور کسی اور مقام پر جاسکتے ہیں۔ یہ
باتیں قریب قریب سائنٹیفک انکشافات میں آتی جاتی ہیں۔ یہ سب کی سب
باتیں ممکن ہیں۔ اس وقت برقی قوت سے یہ ہورہا ہے۔ عالم کبیر میں سے ذرات
برقی لے کر یہ کام کرتے ہیں۔ ٹیلیفون ہمارے ہی تو کان ہیں۔ اب باقی یہ ہے
کہ عالم کبیر کے بجائے ہم عالم صغیر یعنے انسان کے اندر سے ان ذرات برق کو
لیلیں۔ ذرّات نور کو متحرک کرلیں۔ انکو جمع کرلیں۔ اور انکے ذریعہ وہ کرلیں
جو بیرونی بجلی کے ذرات کرتے ہیں۔ اگر ایک لکڑی کو کسی انداز سے بجلی کی طاقت
تلے لے آئیں تو وہ حرکت کرنے لگجائیگی۔ جس انداز پر اُسے چلائیں وہ چلیگی۔

برقی بیٹری سے بجلی لینے کی بجائے اگر امداد الٰہی سے ہم اپنے اندر کی بجلی کو جمع کر سکیں۔ تو پھر عصاء موسیٰ والا معجزہ دیکھ لینا کوئی امر مشکل نہ ہو گا۔ اگر آج بے سلکی پیغام رسانی ہو رہی ہے۔ اور اس کا راز یہ ہے۔ کہ جہاں جہاں خاص درجے کے بجلی کے کھیت ہونگے۔ انمیں سے اگر ایک برقی کھیت پر کوئی آواز نکلے تو دوسرے ہر ویسے کھیت پر وہ آواز سنی جائیگی + تو پھر ہمارے مشائیں یا اشراقین دو مختلف اور بعد کے مقاموں پر بیٹھ کر آپس میں باتیں کر لیتے تھے تو کونسا مشکل امر تھا۔ وہ نور باطن سے یہ کام کرتے تھے اس ساری بحث کا خلاصہ اور ان نظریات کی صحت صرف ان دو باتوں پر آرہتی ہے۔ کیا انسان عالم صغیر ہے یا نہیں۔ اور یہ بات سائنس نے تسلیم کر لی ہے۔ دوسرا کیا انسان کا جسم برقی یا نوری ذرات کی ایک کثیف صورت ہے یا نہیں۔ یہ بات بھی اب مسلّم ہے۔ اب آخری بات یہ ہے کہ انسان اپنی قوت ارادی کو بڑھا کر اپنی ان مضمرہ قوائے پر حکومت کر سکتا ہے یا نہیں اس بات کا امکان بھی مسلّم ہے +

مذہب دُنیا میں اسی لئے آیا کہ انسان کے قلبی لطائف کو متحرک کرنے کا طریق سکھائے اسکی بالقوہ روحانیت کو بالفعل کر دے۔ کثافت جسمی کو دور کر کے لطافت پیدا کرے۔ یہ سب کچھ قوت ارادی پر منحصر ہے۔ اور یہ قوت اس کو حاصل ہوتی ہے جو جسم اور نفس کی خواہشات سے ارفع ہوتا ہے۔ ان امور کا حصول ایک لمبا اور مشکل راستہ چاہتا ہے لیکن یہ امر ناممکن نہیں اور یہ راستہ اگر کہیں نظر آتا ہے تو صرف قرآن کریم میں۔ باقی کل کتب اور مذہب اس سے بے بہرہ ہیں +

راز حیات یا تخیل عمل مصنفہ حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مبلغ اسلام

عملی زندگی کا قوتِ عملی پیدا کرنیوالی کتاب اپاہج انسان میں محنت و مشقت کی روح پیدا کر کے اسے فارغ البال اور آسودہ حال بنا دینے والی کتاب مسلم قوم کو نجات دینے والا نسخہ بالکل تیار ہے حجم ۲۰۴ صفحات قیمت ۱۲

مینیجر مسلم بک سوسائٹی عزیز منزل

معراج کا مہینہ اور زکوٰۃ

زکوٰۃ و روحانیات

(از قلم حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مبلغ اسلام)

یوں تو زکوٰۃ کا کوئی خاص مہینہ مقرر نہیں۔ جن کے ہاں جو وقت سال میں آمد کے حساب کا ہو۔ اس پر زکوٰۃ کا حساب لگا کر یکمشت یا باقساط رقم زکوٰۃ کو ادا کر دیں۔ لیکن مستحسن طریق یہی سمجھا گیا ہے۔ کہ زکوٰۃ ماہ رجب میں دیجاوے۔ یہ مہینہ اسلئے تجویز ہوا ہے۔ کہ اس ماہ میں شب معراج آتی ہے۔ جس نے انسان کے کمال کو دنیا پر ظاہر کیا۔ اور یہ بتلایا کہ ایک خاک کا پتلا کہاں سے کہاں پہنچتا ہے۔ ان اوراق میں بعنوان "معراج" جو لکھا گیا ہے۔ اس سے یہ امر ظاہر ہوتا ہے۔ کہ انسان جب نفسانی و ثقالوں سے پاک ہو جاتا ہے۔ تو اسکے اندر کا نور دن بدن روشن ہوتا جاتا ہے۔ بظاہر وہ جسم خاکی میں ہوتا ہے لیکن اسکے اندر اس کا نوری حصہ جسم پر غالب آجاتا ہے۔ پھر وہ ربانی کرشموں کو دیکھتا ہے۔ یہ باتیں اسی کو حاصل ہوتی ہیں۔ جو اپنے آپ کو ان چیزوں سے جدا کرے۔ جس سے نفس انسانی موٹا ہوتا ہے۔ نفسانی جذبات ہی ہم سے طرح طرح کی غلط کاریاں کراتے ہیں۔ جب ہم صحیح راہوں سے ضروریات نفس کو پورا نہیں کر سکتے یا ایسا کرنیسے دل چراتے ہیں۔ تو لازماً فطرتی تقاضوں کی تسکین کیلئے غلط راہوں کو اختیار کرتے ہیں۔ اس سے مختلف قسم کے جرائم اور اخلاقی نقائص پیدا ہوتے ہیں۔ لیکن جو ان بری راہوں سے بچتے ہیں۔ اور صحیح طریق پر روپیہ کما کر دفع ضرورت کرتے ہیں۔ انہیں ایک اور کمزوری پیدا ہو جاتی ہے۔ انکی آمد اور ان کے مکسوبات انہیں عزیز ہو جاتے ہیں۔ اور وہ ان سے جدا نہیں ہو سکتے۔ اور رات دن اسی کے فکر میں لگجاتے ہیں۔ اس سے انسان خواہشات کا غلام ہو کر تکمیل نفس سے رہجاتا ہے +

اصلاح نفس کا بہترین راستہ اسلام نے سکھلایا۔ انسان کو ارکان اسلام کے ذریعہ یہ سکھلایا۔ کہ وہ نہ صرف دوسروں کے مال پر نگاہ ڈالے۔ بلکہ جائز طریق پر

جمع کردہ مکسوبات سے بطیب خاطر جدا ہو جائے۔ جو ماہ رمضان میں خواہشات کو جائز طریق پر تسکین دینے سے بطیب خاطر نیچے۔ وہ کیوں حرام پر منہ مارے۔ جو حلال کمائی کو اپنے سے جدا کر سکتا ہے اسے کیا ضرورت ہے۔ کہ ناجائز مال پر نگاہ ڈالے چنانچہ زکوٰۃ کے لفظی معنے بھی اسی کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ جس عربی مادہ سے یہ لفظ نکلا ہے۔ اسکے تین معنے ہیں۔ نجاست سے پاک ہونا۔ فالتو چیزونکو اپنے سے دُور کرنا۔ پھُولنا پھلنا +

جو چیزیں ہم میں اور حیوانات میں مشترک ہیں۔ ان میں کا انہماک ہی ہماری تباہی رُوح کا موجب ہوتا ہے۔ اور اس چیز کی ترقی کو روکتا ہے جو ہم میں اور حیوانات میں مابہ الامتیاز ہے۔ اور وہی وہ چیز ہے۔ کہ جس کی نمو اور بلوغت کے لئے انسان یہاں آیا ہے۔ وہ امتیازی چیز انسان کے ذہنی اور روحانی قواء ہیں۔ اور انکی ترقی اسی امر سے وابستہ ہے کہ انسان ان چیزوں میں بقدر قیام حیات حصہ لے۔ اور باقی اس امتیازی چیز کی ترقی کا فکر کرے۔ اسکے علاوہ باقی سب کی سب فالتو چیز ہے۔ اور فالتو چیز ہی نجاست ہے دنیا میں کوئی چیز بذات خود نجس نہیں۔ نجاست اور طہارت امور اضافی ہیں۔ ایک چیز جو ایک جگہ حرام ہے وہ دوسری جگہ حلال ہے۔ انسان کی روحانی ترقی کی رو ہکی نفسانی خواہش ہے یا وہ چیزیں جن سے یہ خواہش پوری ہو۔ ان میں مال ایک بڑی چیز ہے۔ اسلئے مال کا جدا کرنا گویا اپنے آپکو اس سے پاک کرنا ہے جو مانع ترقی رُوح ہے اور جب کسی چیز سے موانعات ترقی دُور ہو جاتے ہیں تو وہ پھولنے پھلنے لگتی ہے۔ عربی زبان بھی کیا پیاری زبان ہے ایک ہی لفظ میں یہ تین معنے رکھ دیئے گئے +

الغرض یہ زکوٰۃ کا مہینہ ہے جو رُوح کی صفائی کے ایک احسن طریق کو ہمارے سامنے لے آتا ہے اسی مہینے نے ہمیں یاد دلایا ہے کہ صفائی قلب و روح کی تکمیل ایک انسان کو کہاں کا کہاں پہنچا دیتی ہے۔ اور وہی ذات پاک ہمارا اُسوہ حسنہ ہے +

زکوٰۃ و سوشلزم

زکوٰۃ کا ایک اور مقصد بھی ہے۔ حضرت خاتم النبیین نے فرمایا۔ کہ زکوٰۃ کے ذریعہ امراء کے مال پر غریبوں کو امیر بنایا جاتا ہے مغربی سوشلزم کے سامنے بھی یہی مقصد ہے کہ امراء کے مال سے مفلسوں کو مرفع الحال کیا جاوے لیکن طریق حصول مقصد جدا جدا ہیں۔ سوشلزم چاہتا ہے۔ کہ امراء سے زبردستی مال لیا جاوے یہ طریق مکروہ ہے۔ اور اسلئے ناکام رہا ہے۔ اسلام نے زکوٰۃ کو تو فرض کر دیا۔ باقی صدقات پر زور دیا۔ اور حکومت کے جبر کے مقابل خدا کی خوشنودی کی طرف متوجہ کیا۔ لیکن عجیب بات یہ ہے۔ کہ سوشلسٹ جو اپنا نصب العین تجویز کرتے ہیں۔ ختمیت مآبؐ وہی زکوٰۃ کا مقصد بیان فرماتے ہیں +

زکوٰۃ کا مقصد افلاس کو قوم سے دور کرنے کا ہوتا ہے۔ زکوٰۃ و صدقات کے مصرف قرآن کریم نے خود تجویز کئے ہیں۔ وہ آٹھ ہیں۔ مساکین و فقرا کی امداد۔ فی الرقاب یعنے فی زمانہنا نادار قرضداروں کے قرضے اتارنے اور اسیروں کو بندھنوں سے آزاد کرنا۔ مسافروں کی رفع تکلیف فی سبیل اللہ امور کی امداد۔ مولفۃ القلوب کی امداد۔ محصلین زکوٰۃ اور خدا کی راہ میں کام کرنے والے کا احتیاج +

تبلیغ اسلام فنڈ

فی سبیل اللہ سے مُراد اسلام اور اشاعت اسلام ہے۔ اور اس پر سب کا اتفاق ہے۔ اور ان آٹھ مقاصد میں تین مقاصد کم از کم اشاعت اسلام سے وابستہ ہیں۔ اور حق پوچھو تو اسلام ہی آج مسکین و فقیر ہے بہرحال ہر ایک شخص کی زکوٰۃ کا ⅓ تو لازماً اشاعت اسلام میں خرچ ہونا چاہئے +

آج ہماری ملک کی کل تحریکوں نے ہم پر یہ ظاہر کر دیا۔ کہ خدا کے نزدیک بھی اشاعت اسلام ہی ایک محبوب کام ہے باقی تحریکوں میں ہماری ناکامیاں اور اشاعت اسلام میں ہماری ترقی اور خصوصاً وہ کام جو اسوقت انگلستان میں ہو رہا ہے۔ اسکی فوق العادۃ کامیابی بھی یہی امر ظاہر کرتی ہے۔ خدا کے فضل سے گذشتہ سال کیسا کامیاب ہم پر گذرا۔ لوگ لکھو کھا روپیہ خرچ کر کے بیرونٹ بنتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہمکو اپنے فضل سے دو بیرونٹ عطا کر دیئے۔ کونسا مہینہ ہے جو حلقہ اسلام میں بڑے بڑے انسانوں کو نہیں لا رہا۔ یاد رکھو کہ حکمران قوم کا ایک ادنیٰ بھی محکوموں پر بھاری ہے۔ اور وہی ہم میں شامل ہو رہے ہیں۔ ضرورت صرف اسی قدر ہے کہ ہمارے مبلغین کی تعداد بڑھے۔ اور ہمارا لٹریچر مفت تقسیم ہو +

یہ امر کونسا مشکل ہے۔ اس مبارک مہینہ میں ہم یہ کام کر سکتے ہیں۔ اگر ہم سب کے سب جو اس مشن سے محبت رکھتے ہیں۔ وہ اپنی زکوٰۃ کا نصف ہی انگلستان میں اشاعت اسلام کیلئے دیدیں تو ہم آسانی سے ایک دو مبلغین کی خدمات کو حاصل کر سکتے ہیں۔ میں اپنی رقم زکوٰۃ میں سے پچاس روپے تبلیغ فنڈ میں دیتا ہوں۔ یعنے اس فنڈ کو تبلیغ کی اور کسی شاخ پر خرچ نہ کیا جائیگا۔ بلکہ اس رقم ضروری کے جمع ہونے پر اس سے اور مبلغین بھیجے جائیں گے۔ خدا تعالےٰ نے میرے دوستوں اور کرمفرماؤں کو میرے ساتھ اس کام میں شریک ہونے کی توفیق دے۔ اگر چار ہزار روپیہ کم از کم سالانہ زکوٰۃ میں سے جمع کر لیا کریں تو ایک مبلغ کا انتظام ہو جائیگا۔ میری تحریک پر میری رقم سمیت اس وقت سات صد روپے کی رقم آگئی ہے۔ جس کی رسید آیندہ پرچہ میں دیدی جائیگی +

نوٹ۔ تمام ترسیل زر بنام آنریری فنانشل سکرٹری ووکنگ مسلم مشن عزیز منزل لاہور ہو +

اللہ تعالیٰ کی محبت اسلام میں

زبیدہ خاتون بی۔ اے کے قلم سے

بہت سے عیسائی مصنفین نے غلطی سے یہ سمجھ رکھا ہے۔ کہ اسلام میں اللہ تعالےٰ کو ایک نہایت خوفناک اور ڈراؤنی چیز سمجھا جاتا ہے۔ اور اس کا خوف ہر وقت دلوں پر چھایا رہتا ہے۔ اسلام میں ان کے نزدیک انسان کو اللہ تعالےٰ سے ہر وقت خوفزدہ رہنا چاہیئے جسکی قدرت اور طاقت تمام کائنات پر چھائی ہوئی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ اسلام کے خدا میں محبت اور رحم نہیں +

یہ سچ ہے کہ اسلام مسیحیت کی طرح خدا اور انسان کے مابین باپ اور بیٹے کے تعلقات قائم نہیں کرتا۔ نہ ہی اس نے دوسرے مذاہب کی طرح اللہ تعالےٰ کی محبت کو ایسا رنگ دینا چاہا ہے۔ جیسے ماں۔ باپ۔ خاوند یا بیوی کی محبت ہوتی ہے۔ اسلام اس کے خلاف یہ تعلیم دیتا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ اور اس کی محبت

کا احساس غیر مرئی طور پر کریں۔ اور اس لئے اللہ تعالیٰ کو اب (باپ) کہنے کے بجائے مسلمان اسے رب کہتے ہیں۔ اور اس نام سے اللہ تعالیٰ کیلئے ویسی ہی بلکہ اس سے بڑھ کر محبت اور عشق ان کے دلوں میں پیدا ہوتا ہے۔ جیسا کہ اب کے کہنے والوں کے دلوں میں۔ اسلئے یہ نہایت غلط فہمی کی بات ہے۔ اور ہم کو دل سے نکال دینا چاہیئے۔ کہ اسلام محبت جیسے پاکیزہ جذبہ سے عاری ہے +

قرآن کریم اور حضرت نبی کریم صلعم کی زندگی کا مطالعہ اگر ایک تنقیدی نگاہ سے کیا جائے۔ تو ہمیں معلوم ہو جائیگا۔ کہ اسلام کا خدا صرف خوف پیدا کرنیوالا ہی نہیں۔ بلکہ ایک غیر محدود محبت اس سے پیدا ہوتی ہے۔ اسلام کوئی فرضی مذہب پیش نہیں کرتا۔ بلکہ وہ ایک عملی مذہب ہے جو عملی دنیا کے کام آنیوالا ہے۔ انسان کو اللہ تعالیٰ نے مدنی بالطبع پیدا کیا ہے۔ اور اس دنیا میں ہر فرد کا دوسرے افراد سے کچھ نہ کچھ تعلق ہے۔ اس تعلق کو صرف محبت اور خوف کے ذریعہ سے قائم رکھا جا سکتا ہے۔ ان دونوں میں سے ایک چیز کا فقدان بھی انسانی سوسائٹی کے لئے خطرناک اور برباد کن ثابت ہوگا۔ اور یہ ایک دوسرے پر انحصار جس پر نسل انسانی کا سارا دارومدار ہے کسی پختہ بنیاد پر نہ ہوگا +

معمولی کاروبار کے محکموں یا انتظامی شعبوں کے اندر بھی اگر انتظامی اصولوں کی بنیاد محبت اور خوف پر مبنی نہ ہو۔ تو کام تسلی بخش طور پر نہیں ہو سکتا۔ تمام انتظام درہم برہم ہو جائے۔ اگر ان دونوں کو خوشگوار طور پر ملایا نہ جائے یہی وجہ ہے۔ کہ خدا تعالیٰ کے ساتھ ہمارے تعلقات کے اندر بھی یہ دونوں ضروری اصول ہمیشہ ہمارے دلوں کے اندر موجود رہتے ہیں۔ ہم جانتے ہیں کہ قدیم زمانہ کے لوگ اپنے دیوتاؤں اور دیویوں کو جن سے وہ خوف رکھتے تھے اور انہیں برائی کا منبع سمجھتے تھے۔ راضی کرنے کی کوشش کرتے تھے۔ اسکے ساتھ ہی وہ ان دیوی دیوتاؤں سے محبت رکھتے اور ان سے دعائیں کرتے تھے جنہیں وہ مہربان سمجھتے۔ اور ان کی مہربانیوں کے متمنی ہوتے تھے +

اسلام سے پہلے یہودیت اور مسیحیت نے ان دو ضروری چیزوں (محبت اور خوف) میں سے صرف ایک ایک پر ہی زور دیا ہے۔ اور دوسرے کو اپنے احاطۂ اثر سے خارج کر دیا ہے۔ مسیحیت کا دعوےٰ ہے۔ کہ خدا محبت ہے۔ اور موسیٰ کی شریعت اس کے بالکل خلاف اللہ تعالیٰ کے غصہ سے لوگوں کو خوفزدہ اور متنبہ کرنے والی ہے۔ اسلام نے اِن دونوں کے خلاف اعتدال کی راہ اختیار کی ہے۔ اور افراط و تفریط کو قطعاً چھوڑ دیا ہے۔ اور اس نے بتایا ہے کہ اللہ تعالیٰ صرف محبت یا خوف ہی نہیں چاہتا۔ بلکہ وہ ہم سب کا مالک ہے جس سے ہم سب کو محبت اور خوف رکھنا چاہیئے۔ وہ قادر مطلق ہے۔ غُصّہ بھی رکھتا ہے لیکن اس کے ساتھ ہی وہ رحمٰن بھی ہے اور رحیم بھی۔ وہ منصف ہے لیکن اس کا انصاف رحم سے ملا ہوا ہے۔ وہ اپنی مخلوق کو سزا بھی دیتا ہے اور اس سے محبت بھی کرتا ہے +

اسی طرح سے قرآن کریم نے صاف اور سیدھے الفاظ میں اللہ تعالےٰ کی صفات کو بیان کیا ہے۔ ان صفات کی روشنی میں ایسی سخت غلط فہمی واقع نہ ہونی چاہیئے +

قرآن کریم کے بعد حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی اسلامی تعلیمات کا بہترین نمونہ ہے۔ آپؐ کی زندگی ہمارے لئے اسبات کا سبق ہے کہ عرب کے ایام جاہلیت میں وہ ایک ہی انسان تھا جسکو باقی تمام لوگوں پر اس بات میں فوقیت حاصل تھی۔ کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شدید محبت اور اس کا شدید خوف آپکے دل کے اندر تھا۔ آپ کی یہ خواہش تھی۔ کہ دوسرے مسلمان بھی آپ کے نقش قدم پر چلکر خائز المرام ہوں +

وہ مذہب جو صرف خوف اور رُعب پر مبنی ہو۔ وہ لوگوں کے دلوں کو یقیناً سخت کر دیگا۔ اسلام کی حیثیت اس سے بہت بلند تر ہے۔ محمدؐ صلے اللہ علیہ وسلم نفسیات کے اس پہلو سے واقف تھے۔ اور اس لئے آپ نے پورے طور پر اور بار بار اس بات کو

دوہرایا۔ کہ اللہ تعالیٰ ایک محبوب۔ رحمٰن و رحیم اور انصاف پسند ہستی ہے مسلمان اس پاک ذات کو اللہ کے پاکیزہ نام سے یاد کرتے ہیں جس کے معنے محبوب کے ہیں یہ اگرچہ ایک چھوٹا سا لفظ ہے لیکن نہایت شاندار خیالات کا جامع ہے۔ اس لفظ کو حضرت نبی کریم صلعم نے چُنا اور ایک محبت کرنیوالے خدا کیلئے جس کی ہم تعریف اور عبادت کرتے ہیں۔ یہ ایک نہایت عمدہ اور بہترین نام ہے +

ہمیں حکم ہے۔ کہ ہم اللہ تعالیٰ کے ساتھ اپنے پیاروں سے بڑھ کر محبت کریں

اذکروا اللہ کذکرکم اباءکم او اشد ذکرا۔ والذین اٰمنوا اشد حبا للہ

فی الحقیقت اسلام کا خدا ہم سب سے بڑھ کر محبت کے قابل ہے سب سے پہلے الفاظ جو قرآن کریم کو کھولنے پر ہمیں نظر آتے اور موجب مسرت ہوتے ہیں وہ ہیں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ تعالیٰ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بن مانگے اور بغیر کسی استحقاق کے رحم فرماتا ہے۔ اور ہماری محنتوں پر اجر مترتب فرماتا اور رحیمیت کی نظروں سے ہمیں دیکھتا ہے +

عربوں کو ان الفاظ کا مطلب سمجھانے اور ان کے دلوں پر ان کی عظمت بٹھانے کیلئے ۱۱۴ سورتوں میں انہیں دوہرایا گیا ہے۔ کیا اس قدر تواتر بھی انسانی قلوب کے اوپر محبت۔ رحم اور مہربانی کے جذبات پیدا کرنے کے لئے کافی نہیں +

علاوہ ازیں اللہ تعالےٰ کے ننانویں ۹۹ ناموں کو مسلمان بار بار دُہراتے اور اپنے کلام میں استعمال کرتے ہیں اور ان تمام اسمائے الٰہیہ میں اللہ تعالےٰ کی اعلےٰ اور پاکیزہ صفات کا بیان ہے۔ ان اسمائے حسنہ میں بہت سے ایسے ہیں جو نسل انسانی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی محبت اور مہربانیوں کو ظاہر کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ اُسے بخشش کرنیوالا اور بے پناہ کو پناہ دینے والا بھی کہا جاتا ہے۔ اسلام کا سب سے پہلا حکم یہ ہے۔ کہ ایسا ایمان انسان کے اندر پیدا ہو۔ جو اپنے آپ کو محبت کے ذریعہ ظاہر کرے یہی بات ہمارے انسانی تعلقات میں بھی کام آتی ہے کسی انسان کے

ساتھ ہم محبت نہیں رکھ سکتے جب تک کہ ہمیں اس پر ایمان نہ ہو +

"خدا سے محبت کرو وہ تم سے محبت کریگا" حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا زبردست پیغام ہے۔ اللہ تعالے صادق توبہ کرنیوالے۔ ایماندار۔ منصف۔ بیمار اور پاکباز انسان سے محبت کرتا ہے۔ محمد الرسول اللہ صلعم نے یہ خوشخبری دنیا کو دی ہے۔ کہ "تحقیق اللہ بخشنے والا ہے۔ اور وہ جو توبہ کریں۔ اور اسکی طرف متوجہ ہوں بخش دیئے جائیں گے اسلئے اسلام میں ایک بدترین گناہگار کو بھی اس کے رحم سے مایوس نہ ہونا چاہیے +

حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ "اس دنیا میں اپنے دوستوں والدین اور بچوں کے ساتھ محبت اللہ تعالیٰ کی محبت کا ایک حصہ ہے۔ جو مختلف طریقوں سے ظاہر ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی لامحدود امداد سے جو انسانی وہم و گمان میں بھی نہیں آسکتی کون انکار کرسکتا ہے +

حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی محبت کے لئے ہمیشہ دعائیں کرتے رہے۔ اور اس کے حصول کیلئے آپ نے زندگی بسر کی۔ اور اسکے لئے جدوجہد فرمائی۔ آپ کی نہایت مختصر اور پیاری دعا "اے اللہ مجھے اپنی محبت عطا کر۔ اور ان لوگوں کی محبت عطا فرما۔ جن سے تو محبت رکھتا ہے" ظاہر کرتی ہے۔ کہ اس بے اندازہ عطیہ اور اعلے درجہ کی رحمت کو حاصل کرنے کے لئے کسقدر جوش اور تڑپ آپکے دل میں تھی +

ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالے فرماتا ہے۔ "کہ میں اس شخص سے محبت رکھتا ہوں۔ جو میری محبت اور مجھ سے اتحاد چاہتا ہے۔ اور نماز۔ دعا اور رجوع الی اللہ کے ذریعہ اسے حاصل کرنا چاہتا ہے۔ میرے ہی فضل سے وہ اس دنیا میں دیکھنا سننا اور کام کرتا ہے۔ میں ہمیشہ ایسے شخص کے ساتھ ہوں"

ایکدفعہ جب ایک نہایت سخت جنگ ہو رہی تھی۔ ایک عورت نے اپنا بچہ اسکے اندر کھو دیا۔ اس نہایت سخت گھبراہٹ اور مایوسی کے عالم میں اس نے

کسی ایک بچہ کو اٹھا لیا اور اسکو چوما۔ عورت کے اس فعل کو دیکھتے ہی حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کو جو آپ کے اردگرد جمع تھے۔ فرمایا کیا یہ ماں کبھی اس بات کا وہم بھی اپنے دل میں لا سکتی ہے۔ کہ وہ اپنے بچہ کو آگ کے اندر پھینک دے؟ اس پر سب نے جواب دیا۔ کہ نہیں ہرگز وہ ایسا نہیں کر سکتی۔ حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اس پر فرمایا۔ میں تمہیں کہتا ہوں۔ کہ اللہ تعالیٰ کو اپنی مخلوق اس سے بھی زیادہ پیاری ہے۔ جتنا ایک ماں کو اپنا بچہ پیارا ہوتا ہے +

اپنے بستر وفات پر آنحضرت صلعم نے فرمایا" کہ میرا ایک ہی دوست ہے۔ اور اسکے سوائے کوئی نہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ ہے" بالرفیق الاعلےٰ آپ کے آخری الفاظ تھے۔ جن کو دوہراتے ہوئے آپ نے داعیٔ اجل کو لبیک کہا +

ان تمام مذکورہ بالا واقعات سے ظاہر ہے کہ مسلمان اللہ تعالیٰ کی محبت پر پورا ایمان رکھتے ہیں جیسے مسیحی یا دوسرے مذاہب کے لوگوں کو اس کی محبت کا دعوےٰ ہے لیکن مسلمان اس کے ساتھ ہی خوف خدا بھی اپنے دلوں میں رکھتے ہیں +

یہ کہنا کہ اسلام کا خدا خوف وخطر کا مرقع ہے اسلامی تعلیمات سے متعلق اپنی جہالت کو ظاہر کرنا ہے۔ بیشتر اس کے کہ ایسی غلط فہمیاں پیدا ہوں ضرورت ہے کہ اسلام کو پورے طور پر غور و فکر کے ساتھ بغض و تعصب سے خالی ہو کر مطالعہ کیا جائے +

سلکِ مروارید

یہ ان دس زبردست معرکتہ الآرا لیکچروں کا اردو مجموعہ ہے جو حضرت خواجہ صاحب نے سنہ ۱۹۱۱ء سے لیکر سنہ ۱۹۲۲ء تک مذہبی کانفرنسوں میں مختلف مقامات دنیا میں انگریزی زبان میں دیئے۔ ان میں دیگر مذاہب کے مقابل اسلام کی حقانیت ثابت کرنے کیلئے مختلف موضوع کے ماتحت اسلام پر لیکچر دیئے گئے ہیں۔ حضرت خواجہ صاحب کے تمام مذہبی لٹریچر کا نچوڑ ہے + قیمت بلا جلد عہ مجلد عہ/

منیجر مسلم بک سوسائٹی عزیز منزل لاہور

اسلامی رواداری ہندوستان میں

(از قلم مسٹر محمد مارماڈیوک پکتھال)

اکثر لوگ "اسلام" کے خلاف یہ الزام لگانے کے عادی ہیں۔ کہ گویا اسلام بربریت کا مترادف ہے۔ اس الزام کی ایک وجہ تو وہ پرانا اتہام ہے۔ کہ اس مذہب کی اشاعت تلوار سے وابستہ ہے۔ اور دوسری یہ کہ آجکل کا ایک مسلم ایک عیسائی کی نسبت مذہب کے بارہ میں زیادہ سرگرمی کا اظہار کرتا ہے لیکن حقیقت نفس الامری یہ ہے۔ کہ اسلام پر بربریت یا جبر تشدد کا الزام محض اسلامی نکتۂ خیال اور اسلامی تاریخ سے عدم واقفیت کا نتیجہ ہے۔ گو بعض ایسے مسلمان جو دشمنان دین کی عداوت میں قطعیات و ضروریات دین کو بالائے طاق رکھ دیتے ہیں۔ اس غلطی کا شکار ہیں +

میں کہتا ہوں۔ کہ خود ہندوستان کے ملک سے بڑھ کر کوئی اور ملک واقعات کی دردناک کیفیت کو زیادہ واضح نہیں کر سکتا۔ ہندوستان میں ہندو لوگ من حیث القوم اس خیال کے پابند ہیں۔ کہ اگر مسلمانوں کو موقع ملے تو وہ تمام ہندوؤں کو تہ تیغ کر دیں۔ اور یا ان کو بجبر اپنے مذہب میں لے آئیں۔ دوسری طرف مسلمان من حیث القوم یہ خیال کئے بیٹھے ہیں۔ کہ ان کی ہستی کا بڑا مقصد وہ لطائف الحیل ہیں۔ جن سے وہ سرکاری ملازمتوں کے حصول میں ہندوؤں کی نسبت اپنی حیثیت زیادہ مضبوط و مستحکم بنا سکیں دونوں جانب کے روشن ضمیر رہنمایان قوم کی مساعی جمیلہ کے باوجود ایک سخت منافرت اور عدم رواداری کی لہر زوروں پر ہے۔ اور دن بدن بڑھتی جاتی ہے لیکن یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ عدم رواداری کی اس لہر کی ابتدا ہندوؤں کے ہی ایک فرقہ کیطرف سے ظہور میں آئی ہے۔ یہ لوگ تاریخ ہند

کی تقریباً دس صدیوں کو نظر انداز کر کے اپنے مسلم ہموطنوں کو اجنبی اور نووارد خیال کرتے ہیں۔ اور ان کو ہندوؤں کا جانی اور پکا دشمن سمجھتے ہیں۔ اس طرف ذرا بھی توجہ نہیں دیتے کہ یہی ہندو مسلمان فرمانرواؤں کے ماتحت صدیوں تک بخیر و خوبی زندگی بسر کرتے۔ اور خوب پھولتے پھلتے رہے ہیں۔ اس حقیقت کی طرف آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھتے کہ ہندوؤں کی زیادہ تعداد خاص کر انہی علاقہ جات میں پائی جاتی ہے۔ جہاں مسلمان بادشاہوں کا عمل و دخل سب سے زیادہ رہا ہے۔ حالانکہ یہی ایک امر اس الزام کی کہ "اسلام" عدم رواداری کو جائز نہیں رکھتا کافی تردید ہے۔

حیدر آباد کی ریاست اپنے طول و عرض میں فرانس کے لگ بھگ ہے وہاں ہندوؤں کی آبادی ۹۰ فیصدی ہے۔ ان کو وہاں مسلمانوں کے ساتھ مساوی حقوق حاصل ہیں۔ حالانکہ وہاں کا فرمانروا ایک مسلمان ہے۔ انکے مندروں اور اُنکے رسوم مذہبی کی عزت کی جاتی ہے۔ اور محصل کا ۱۰ فیصدی تمام معابد کی امداد کیلئے وقف ہے۔ حیدر آباد کی ریاست کے آئینہ میں سلطنت مغلیہ کے خط و خال بخوبی نظر آتے ہیں۔ کیونکہ یہ اس عظیم الشان سلطنت کا ایک ٹکڑہ ہی جو اس سلطنت کی تباہی اور بربادی کے بعد سلامت رہ گیا

اس ریاست میں کبھی ہندوؤں مسلمانوں کے درمیان ناخوشگوار تعلقات کا ظہور عرصہ شہود میں نہیں آیا۔ سوائے اس سال کے جبکہ گلبرگہ کے اندر محض ایک واقعہ رونما ہوا۔ جس کی تشریح و توضیح تا ایں وقت ناممکن ہے ایک ایسی ابتری کے اندر جو ایک گھنٹہ کے عرصہ سے زیادہ نہیں رہی! اور وہ بھی آفیسران ذمہ وار کی عدم موجودگی میں۔ ایک مسجد کی بیحرمتی کے انتقام میں ایک مندر تباہ کر دیا گیا۔ اور چند ایک مندروں کو نقصان پہنچایا گیا۔ جب افسران بالادست اس جگہ پر پہنچ گئے۔ تو فوراً امن قائم کر دیا گیا۔ اور اس وقت سے لے کر اب تک قائم ہے۔ اسی دن سے تفتیش شروع ہے۔

اور ہندوؤں کو ایک نقصان رسیدہ فریق ٹھیرا کر مسلمان افسروں کیطرف سے انکی خاص مراعات مدنظر رکھی جارہی ہیں۔ یہ امر یقین ہے۔ کہ ہندو مسلم فسادات کے موجب وہ لوگ ہیں جو ریاست سے تعلق نہیں رکھتے۔ بلکہ وہ فسادات باہر کی بعض ناپاک تحریکات کا نتیجہ ہیں۔ جو مہاتما گاندھی کے اثر ورسوخ کے زائل ہوجانے کے بعد معرض ظہور میں آرہی ہیں۔ اس واقعہ کو ہندو اخبارات اور ہندو پرچارک اس امر کی دلیل گردانتے ہیں۔ کہ گویا حضور نظام صوبہ برابر کے واپس لینے کے مستحق نہیں ہیں۔ یا بالفاظ دیگر یہ کہ ہندو نظام حیدر آباد کی حکومت میں باامن نہیں رہ سکتے۔ یہ ایک سخت نا انصافی کی بات ہے۔ اوّل تو یہ واقع ہی ایک ہے۔ جس کی صدیوں سے تاریخ میں نظیر نہیں ملتی۔ اور دوسری یہ کہ اس واقعہ کی تفتیش کے دوران میں مسلمان حکام ریاست نے کمال درجہ کی مذہبی رواداری کا ثبوت دیا ہے۔ لہٰذا یہ واقع ہرگز اس امر کی دلیل میں پیش نہیں کیا جاسکتا۔ کہ نظام کی گورنمنٹ ہندوؤں پر مظالم اور سختی روا رکھتی ہے +

اسمیں شک نہیں کہ تمام اسلامی ریاستوں کے اندر جو سلطنت مغلیہ کی عام تباہی سے محفوظ رہگئی ہیں۔ ہندوؤں کے حقوق ویسے ہی مسلم ہیں جیسا کہ خود مغلوں کے زمانہ میں تھے + لیکن مسلمان رعایا کی حالت اسی ملک کی ہندو ریاستوں کے اندر بدرجہا متفاوت ہے۔ ان میں سے اکثر ریاستوں کے اندر مسلمان رعایا کے لوگ محض اجنبی اور غیر ممالک سے آئے ہوئے سمجھے جاتے ہیں۔ اور انکو کسی رعایت کا مستحق نہیں سمجھا جاتا۔ کشمیر میں جہاں مسلمانوں کی آبادی ۹۵ فیصدی ہے۔ اور جہاں ایک ہندو راجہ فرمانروا ہے۔ مسلمان لوٹ مار کا تختہ مشق اور ۵ فیصدی ہندوؤں کے غلام اور رعایا بنے ہوئے ہیں۔ ابھی تھوڑے ہی دنوں کا واقعہ ہے کہ بھرتپور کی ہندو ریاست میں وہاں کے فرمانروا نے مسلمانوں کی بہت سی مساجد

مسمار کردینے کا حکم نافذ کیا تھا۔ مسلمانوں کے جذبات کا ذرا بھی احترام نہ کیا گیا۔ اور نہ ہی ان غریبوں کی چیخ و پکار پر کوئی توجّہ کی گئی۔ اور نہ ہی انکے نقصانات کی تفتیش کے لئے کوئی تحقیقاتی کمیٹی بنائی گئی۔ جیسا کہ گلبرکہ کے معاملہ میں ایک مسلم فرمانروا نے ایک تحقیقاتی کمیشن مقرر کرکے اپنی رواداری کا بین ثبوت دیا تھا +

الغرض اسلامی رواداری کے زبردست شواہد و نظائر ہندوستان کے ہر چہار اطراف میں نظر آرہے ہیں۔ لیکن دیکھنے کو چشم بینا چاہیئے۔ ان مناقشات کی دلدل سے اگر مسلمان باہر نکلنا چاہتے ہیں۔ تو ان کو چاہئے کہ وہ اسلامی رواداری کے اصول پر گامزن ہوں۔ اور ان اصول کے سرچشمہ اور منبع یعنے قرآن مجید اور اسوۂ حضرت رسُول کریم صلعم کی طرف اپنی تمامتر توجہ مبذول کردیں۔ دونوں قومیں قرآن مجید کے حکم پر عمل پیرا ہوکر کامیابی کا منہ دیکھ سکتی ہیں۔ اور وہ حکم یہ ہے کہ :۔

ولکل وجھۃ ھو مولیھا ۔ فاستبقوا الخیرات این ما تکونوا یات بکم اللہ جمیعا ۔ ان اللہ علیٰ کل شیٔ قدیر۔

اور ہر ایک کے لئے ایک سمت ہے۔ جس کی طرف وہ منہ کرتا ہے (نماز کے وقت) پس تم نیک امور میں ایک دوسرے سے سبقت لیجاؤ۔ جہاں کہیں تم ہوگے۔ اللہ تم سب کو لے آئیگا۔ بے شک اللہ تعالیٰ تمام امور پر قدرت اور طاقت رکھتا ہے (قرآن مجید پارہ دوم) +

سلاجیت (مومیائی) جو لوگ دماغی محنت کے عادی ہیں۔ ان کیلئے یہ زود اثر مفید دوائی سلاجیت (مومیائی) صد درجہ مفید ہے۔ یہ دوائی از حد مقوی معدہ و باہ ہے گردہ و مثانہ کو مضبوط کرتی ہے کام ریزش درد کمر یا دیگر دردوں کو بھی جو ریح یا چوٹ کے باعث ہوں دور کرتی ہے ہر ایک قسم کی کمزوری کیلئے اکسیر ہے وکلا اور دماغی کام کرنیوالوں کیلئے مفید ہے تمام دن محنت کے بعد اسکے استعمال سے بہت کم تھکاوٹ ہوتی ہے مرد و زن۔ بچہ بوڑھا۔ ہر موسم میں استعمال کرسکتے ہیں۔ قیمت ۳۲ گولیاں ایک روپیہ (عہ/) علاوہ محصول ڈاک + خوراک۔ ایک گولی روزانہ ہمراہ دودھ استعمال کریں تاجران ادویات کو ۲۵ فیصدی کمیشن ملیگی ایجنسی کیلئے تاجر صاحبان درخواست دیں +

المشتہر مینیجر کارخانہ سمت سلاجیت [illegible] نو لکھا لاہور

الاسلام

مضمون ومبلے کانفرنس

(منجانب حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مبلغ اسلام امام مسجد ووکنگ)

(سلسلہ کے لئے دیکھو اشاعت اسلام جلد ۱۱ نمبر ۲ صفحہ ۷۹ تا ۸۷)

اسلام سے پہلے بعض کا خیال تھا۔ کہ عورت انسانی رُوح سے خالی ہے۔ اور وہ ایسی ناپاک ہے۔ کہ مقدس مقامات میں جانے کی اسے اجازت نہیں۔ قرآن کریم نے اسبات کا ابطال کیا۔ اور کھلی کھلی تعلیم دی۔ کہ عورت مرد یکساں رُوحانی اور اخلاقی ترقی کر سکتے ہیں۔ اگر بہشت ہی رُوح کا آخری مقام ہے۔ تو بروے تعلیم قرآن بہشت میں عورت جائیگی۔ پھر ایک مقام پر قرآن نے مرد و عورت کی اخلاقی و رُوحانی حالتوں کو ایک ہی طریق پر بیان فرمایا۔

درحقیقت مسلم مرد اور مسلم عورتیں۔ مومن مرد اور مومن عورتیں۔ صادق مرد اور صادق عورتیں۔ صابر مرد اور صابر عورتیں۔ منکسر المزاج مرد اور منکسر المزاج عورتیں۔ زکوٰۃ دینے والے اور زکوٰۃ دینے والیاں۔ روزہ رکھنے والے اور روزہ رکھنے والیاں۔ پاکدامن مرد و پاکدامن بیبیاں۔ اللہ کو یاد کرنیوالے مرد اور اللہ کو یاد کرنیوالی بیبیاں +

اہل اخلاق کے متعلق آنحضرت صلعم فرماتے ہیں۔ اور اہل اخلاق سے ہی اخلاق عامہ کی بہتری ہوتی ہے:۔

پکا مسلمان وہ ہے۔ جس کی عادات کو اس کے گھرانے کے لوگ زیادہ پسند کریں۔ اور سب سے اچھے وہ لوگ ہیں جن کا اپنی بیویوں کے ساتھ اچھا برتاؤ ہو۔ طلاق اگرچہ اصول شرع کے مطابق پسندیدہ ہے۔ مگر خداوند تعالیٰ اس سے ناخوش

ہوتا ہے۔ خاوند کا نہایت ہی عمدہ خزانہ ایک نیک بی بی ہے۔ عورتوں کو مسجد میں جانے سے نہ روکو۔ اگر تم نے اپنی بی بی کو کچھ کہنا چاہو تو نرمی سے کہو۔ مسلمان کو چاہیئے کہ اپنی بیوی کو حقارت سے نہ دیکھے۔ اگر اسکی ایک بات پسند نہ ہو تو دوسری سے خوش ہونا چاہیئے۔ جب خود کھانے لگو تو اسے بھی کھانے کو دو۔ جب خود کپڑے پہنو اُسے بھی پہننے کو دو۔ نہ اُسے گالی دو۔ اور نہ غصہ میں اُسے طلاق کی ٹھیراؤ۔ نہ اُسے مارو۔ اگر وہ ایک ہی دن کے سفر کو جانا چاہے۔ تو اسکے ساتھ کسی مرد کو کردو ؎

یوں تو قرآن کو جہاں سے دیکھو۔ انسان میں ادراک ربانی پیدا کرنے کی تعلیمات سے بھرا پڑا نظر آتا ہے۔ لیکن میں یہاں چند آیات اور حدیث پر اکتفا کرتا ہوں :۔

ہمیں حکم ہے۔ کہ ہم والدین کے ساتھ اس سلوک کے عوض نیکی اور احسان سے پیش آئیں۔ جو انہوں نے ہمارے بچپن کے زمانہ میں ہم سے کیئے (۱۶/۲۴) خصوصاً ماؤں سے جنہوں نے خود تکلیف اُٹھا کر ہمیں آرام دیا (۳۱/۱۴) اور جنہوں نے دو برس تک ہمیں دودھ پلایا (۳۱/۱۴) ہمیں اُنکے ساتھ مرحمت اور نرم کلامی سے پیش آنا چاہیئے۔ خصوصاً جب اُن کو بڑھاپا آگھیرے۔ تو ان سے رحمت کی گفتگو کریں۔ اور "اُف" تک منہ پر نہ لائیں۔ اور اگر انکو پیچھے چھوڑ کر باہر جانا ہو تو نہایت نرمی کے ساتھ ان سے رخصت ہوں ؎

رسول مقبول فرماتے ہیں :۔

نہایت ہی افسوس کا مقام ہے کہ نوجوان صرف اپنے والدین کی خدمت نہ کرنے کے باعث بہشت سے محروم کیئے جائیں۔ ماں کے پاؤں کے نیچے بہشت ہے۔ باپ خوش تو خدا خوش وہ ناراض تو یہ بھی ؎

والدین کے بعد قریبی رشتہ دار۔ یتیم۔ اہل حاجت ۔ ہمسائے

پردیسی - ہمسفر - مسافر - نوکر اور اسیران سلطانی ان سب کے ساتھ جو اپنے گھر سے ہوں یا وہ ہمسایہ جو غیر اور اجنبی ہوں نیکی کرنے کا حکم ہے ($\frac{۴}{۳۶}$) غلام کو آزاد کرنا ($\frac{۹۰}{۱۳}$) بھوکوں - یتیموں اور قیدیوں کو کھانا کھلانا ($\frac{۷۶}{۸-۷}$) مٹی میں پڑے ہوؤں کی امداد کرنا یہ سب کے سب قرآنی احکام ہیں ($\frac{۹۰}{۱۵-۱۶}$) اور یہ سب کچھ نہ کسی معاوضہ کی امید کیلئے نہ اظہار فخر و تکبر کے لئے ہو - بلکہ محض فی سبیل اللہ ہونا چاہئے ($\frac{۷۶}{۸-۷}$) +

رسول اکرم صلعم فرماتے ہیں - اگر تمہیں اپنے خالق سے محبت کرنا ہو تو پہلے ابنائے جنس سے محبت کرو - جو شخص یتیموں کا سربراہ ہو وہ قیامت کو میرے ساتھ ہوگا - بیواؤں کی خبر گیری کرو - جو شخص نہ اپنے بچوں پر شفیق ہے اور نہ بڑے بوڑھوں کی عزت کرتا ہے وہ ہم میں سے نہیں ہے - خستہ حالوں کی خبر گیری اور مصیبت زدوں کی حاجت روائی خدا کی جناب میں اپنا خاص انعام رکھتی ہیں - جو شخص ضرورت کے وقت ابنائے جنس اور پژمردہ حال کی حاجت روائی کرتا ہے - تو خدا تعالیٰ اسکی تکلیف میں اُسے خود مدد کرتا ہے ؎

اگر رحمت زحق داری تمنا تو ہم بر دیگراں رحمے بفرما

خدا تعالیٰ اسی کو زیادہ محبوب رکھتا ہے جو خلق اللہ پر زیادہ مہربان ہو - جو شخص اپنے بھائی کی حاجت روائی کرتا ہے - اللہ اس کے گناہ بخشتا ہے کُل مخلوق ایک کُنبے کا حکم رکھتی ہے - اور جو شخص بندگان خدا کے ساتھ زیادہ بھلائی کریگا وہی اس کا زیادہ محبوب ہے - پروردگار کی خوشی چاہتے ہو تو اس کے غریب اور مفلس بندوں کی امداد کرو - غضب الٰہی سے بچنے کیلئے خیرات کرو - بہشت میں وہی لوگ داخل ہونگے جو راستباز - صاف اور رحمدل ہیں - اے عائشہ! دیکھنا فقیر کو دروازے پر سے خالی نہ جانے دینا بلکہ اُسے ضرور کچھ نہ کچھ دینا - اور نہیں تو آدھی کھجور ہی سہی" +

چونکہ خیرات سے قربانی کرنے والی روح تقویت پکڑتی ہے۔ اسلئے اسلام نے اس پر بہت زور دیا ہے۔ قربانی ہی جملہ اخلاقی اوصاف کا سرچشمہ ہے۔ قرآن شریف نے اخلاق کو دو عنوانوں تلے رکھا ہے +

(الف) وہ اعلیٰ اخلاق جن سے دوسروں کی عزت۔ زندگی ۔ املاک خطرہ سے بچ جائے مثلاً عفت۔ دیانت ۔ انکسار ۔ مراعات +

(ب) ایسے اخلاق جن کے استعمال سے دوسروں کو ہم سے نفع پہنچے ۔ مثلاً عفو ۔ احسان شجاعت ۔ راستگوئی ۔ صبر ۔ مواسات ۔ ترحم +

ان اخلاق کے متعلق قرآن شریف نے مہمل اور ناممکن التعمیل وعظ نہیں کئے بلکہ ان اخلاق کی تشریح و تعریف کی ۔ اور پھر اُنکے صحیح استعمال کے مواقع تجویز کئے یہ امر یاد رکھنے کے قابل ہے ۔ کہ جذبات و افعال بذاتہ نہ اچھے اور نہ بُرے ہیں ۔ مگر صرف محل استعمال کی وجہ سے ہمارے جذبات اچھا یا بُرا اخلاقی پہلو اختیار کرتے ہیں ۔ ایسا ہی حالات و واقعات ہی اُنکی صورت بدل دیتے ہیں ۔ شریر النفس کو معاف کرنا ظلم ہے ۔ بقول سعدی ؎

نکوئی با بداں کردن چناں است کہ بد کردن بجائے نیک مرداں

خیرات کا نامناسب استعمال اسراف ہے ۔ لفظ خیرات بذات خود تشریح طلب ہے چنانچہ قرآن شریف نے اس مسئلہ کو بالوضاحت بیان کر دیا ۔ میں نے جن اخلاق کا اُوپر ذکر کیا ہے ۔ ان کے متعلق میں یہاں چند قرآنی آیات نقل کر دیتا ہوں جن سے ہمیں ان اخلاق کے پیدا کرنے میں امداد ملتی ہے +

عفت

عفت ۔ مومنوں کو کہدو ۔ اپنی نظریں نیچی رکھا کریں ۔ اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کیا کریں ۔ یہ ان کیلئے زیادہ پاکیزہ ہے ۔ اللہ اس سے خبردار ہے ۔ جو وہ کرتے ہیں ۔ اور مومن عورتوں کو کہدو ۔ اپنی نظریں نیچی رکھا کریں ۔ اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کیا کریں اور اپنی زینت کو ظاہر نہ کریں ۔ سوائے اسکے جو (عادتاً) کھلا رہتا ہے ۔ اور چاہئے کہ اپنی

اوڑھنیاں اپنے سینوں پر ڈال لیا کریں۔ ...... اور اپنے پاؤں کو (اس طرح) زمین پر نہ ماریں۔ کہ جو کچھ وہ اپنی زینت چھپائے ہوئے ہیں۔ وہ معلوم ہو جائے۔ اور اے مومنو سب کے سب اللہ کیطرف رجوع کرو۔ تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ (۱) اور زنا کے قریب مت جاؤ۔ کیونکہ وہ بیحیائی کی بات ہے۔ اور بُری راہ ہے (۲) اور چاہئے کہ وہ جو شادی (کا سامان) نہیں پاتے۔ اپنے آپ کو بچائے رکھیں (۳) اور رہبانیت انہوں نے خود نکالی۔ ہم نے اسے ان پر لازم نہیں کیا۔ ہاں اللہ کی رضا کو حاصل کرنے کے لئے (نکالی) پر انکی وہ نگہداشت نہ کر سکے۔ جو اسکی نگہداشت کا حق تھا" (۴)

امانت

امانت"۔ اور کم عقل لوگونکو تم اپنے مال نہ دیدو۔ جنکو اللہ نے تمہارے لئے سہارا بنایا ہے۔ اور تم انہیں ان کے ذریعے سے کھانے کیلئے دیدو .... اور انہیں بھلی بات کہتے رہو (۵) اور یتیموں کا امتحان لیتے رہو۔ یہانتک کہ جب وہ شادی (کی عمر) کو پہنچ جائیں۔ تب اگر تم ان میں عقل کی پختگی پاؤ۔ تو انکے حوالہ کر دو۔ اور فضول خرچی سے اور جلدی کر کے انکو کھا نہ جاؤ کہ وہ بڑے ہو جائینگے اور جو امیر ہے کہ وہ رُکا رہے۔ اور جو حاجتمند ہے۔ تو وہ مناسب طور پر لیلے۔ پھر جب تم انکے مال انکے حوالے کر دو۔ تو انکے سامنے گواہ کر لو (۶) جو لوگ یتیموں کا مال ظلم سے کھاتے ہیں۔ وہ اپنے پیٹوں میں آگ ہی کھاتے ہیں۔ اور وہ بھڑکائی ہوئی آگ میں داخل ہونگے (۷) اور اپنے مالونکو آپس میں ناجائز طور پر نہ کھاؤ۔ اور (نہ) انکے ذریعہ حاکموں تک پہنچو۔ تاکہ لوگوں کے مال کا ایک حصہ گناہ کے ساتھ کھا جاؤ (۸) اللہ تمکو حکم دیتا ہے۔ کہ امانتیں انکے اہل کو ادا کرو (۹) وہ مکّار کا روادار نہیں (۱۰) پیمانہ پورا دیا کرو۔ اور کم دینے والوں میں سے نہ ہو۔ اور ٹھیک ترازو سے تولا کرو۔ اور لوگونکو ان کی چیزیں کم نہ دو۔ اور زمین میں فساد پھیلاتے نہ پھرو (۱۱) اور اچھی چیز کو ردی سے نہ بدلو (۱۲)

---

(۱) سورۃ النور آیت ۳۱-۳۰ (۲) بنی اسرائیل آیت ۳۲ (۳) سورۃ النور آیت ۳۳ (۴) سورۃ الحدید آیت ۲۷ (۵ و ۶) سورۃ النساء ۵-۶ (۷) النساء آیت ۱۰ (۸) البقرہ ۱۸۸ (۹) النساء ۵۸ (۱۰) سورہ ۴ آیت ۱۰۷ (۱۱) الشعراء

حلم

حلم - اور آپسمیں صلح کرو (۱) اور صلح اچھی چیز ہے (۲) اور اگر وہ صلح کی طرف جھکیں تو تو بھی اسکی طرف جھک جاء (۳) اور رحمٰن کے بندے وہ ہیں جو زمین پر انکسار سے چلتے ہیں ... (۴) اور جب لغو پر گزرتے ہیں بزرگانہ طور پر گذرتے ہیں (۵) بدی کو اس طرق سے دُور کرو جو بہت اچھا ہے۔ تو دیکھو کہ وہ شخص کہ تجھ میں اور اسمیں دشمنی ہے۔ گویا کہ وہ گرمجوش دوست ہیں (۶)

حسن اخلاق

جب کسی سے بات چیت کرنے لگو۔ تو خندہ پیشانی اور خوش اسلوبی سے کرو (۷) ایک قوم (دوسری) قوم پر ہنسی نہ کرے۔ شاید وہ ان سے بہتر ہوں۔ اور نہ عورتیں (دوسری) عورتوں پر (ہنسیں) اور اپنے لوگونکو عیب نہ لگاؤ۔ اور نہ ایکدوسرے کے نام دھرو...... بہت گمان (بد) کرنے سے بچو۔ کیونکہ بعض بدگمانی گناہ ہے.... اور نہ ایک دوسرے کی چغلی کرو (۸) اور اسکے پیچھے نہ لگنا جس کا تجھے علم نہیں۔ کان اور آنکھ اور دل ان سب سے اسکے متعلق سوال کیا جائیگا (۹)

عفو

جن اخلاق حسنہ کے ذریعہ ہم دوسروں کیلئے نفع رسانی کر سکتے ہیں۔ انمیں سب سے اول خُلق عفو ہے۔ خطا کارونکو سزا دینے کی بجائے معاف کر دینا چاہئیے۔ لیکن اسلام نے وقت بیوقت معافی کی تعلیم ہی نہیں دی۔ نہ یہ کہا کہ ہر بدی کے مقابل خاموشی یا درگذر سے کام لو۔ اسلام کا نصب العین اصلاح ہے۔ اگر نرمی سے کام نکل آئے تو فہو المراد ورنہ سختی کی بھی اجازت دیگئی ہے۔ قرآن نے اسمعاملہ میں حکم دیا ہے۔ بدی کی پاداش بالضرور بدی ہے۔ لیکن اگر عفو کرنیسے اصلاح ہو۔ تو عفو ہی کرنا چاہئیے۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں عفو کرنیوالے کا عرصہ ہے (۱۰) لیکن اگر چھوٹوں سے خطا سرزد ہو۔ تو قرآن کریم نہ صرف درگذر کرنے ہی کی سفارش کرتا ہے۔ بلکہ عالی ہمتی دکھلانے کی بھی سفارش کرتا ہے۔ بشرطیکہ اس سے انکی

(۱) الانفال آیت ۱ (۲) سورہ النساء آیت ۱۲۸ (۳) الانفال آیت ۶۱ (۴) الفرقان آیت ۶۳ (۵) الفرقان آیت ۷۲ (۶) السجدہ آیت ۳۴ (۷)... سورہ النساء آیت ۱۲۸ (۸) سورہ الحجرات آیت ۱۲ (۹) بنی اسرائیل

اصلاح ہو۔ چنانچہ فرمایا ہے۔ کہ نیکوکار وہی ہیں جو غصے پر قابو پا کے خطاکاروں کے ساتھ نیک سلوک کرتے ہیں۔ قرآن پاک ہر قسم کی معافی مستحسن نہیں سمجھتا بیصبری یا خطا کے انتقام وانسداد کی ناقابلیت سے کچھ نہ کر سکنا معافی نہیں کہلاتی۔ تکالیف کے پہنچنے پر تکلیف دینے والے سے پرخاش نہ کرنا عفو نہیں کہلاتا۔ بہت سے جانور بھی ایسا کر لیتے ہیں۔ گائے ۔ بچھڑے۔ اور بہت سے دیگر جانور بھی اسی طرح بُردباری دکھلاتے ہیں۔ صفت عفو کے دعویدار وہی ہو سکتے ہیں۔ جو دوسروں پر اُس وقت رحم کریں۔ جب وہ ان کے رحم کے سوا بچ نہ سکیں۔ ان میں بدی کے انتقام کی طاقت تو ہو۔ اور دشمن انکے قابو میں بھی ہو۔ لیکن پھر وہ درگذر کریں۔ اور غصہ پر قابو پائیں۔ عفو کے نتائج اگر بد ہوں۔ تو قرآن ایسے عفو کی اجازت نہیں دیتا ✦

گوشوارہ آمد و خرچ ووکنگ مسلم مشن

دفتر ہندوستان بابت ماہ جنوری سنہ ۱۹۲۵ء

تفصیل	نمبر شمار	رقم آمد در ہندوستان پائی	آنہ	روپیہ	تفصیل خرچ	نمبر شمار	رقم خرچ در ہندوستان پائی	آنہ	روپیہ
امداد مشن	۱	-	۸	۳۷۶					
قیمت اسلامک ریویو مفت تقسیم	۲	۰	۲	۲۵۵۳		۳	۱	-	۲۹۳۵
میزان	۰	۰	۱۰	۲۹۲۹	میزان				۲۹۳۵

(نوٹ) ۳ اس رقم میں سے دو ہزار روپیہ پیشگی برائے اخراجات سفر مبلغان ووکنگ کیلئے برآمد ہوا بروئے ریزولیوشن ۲۷ $\frac{۱}{۲۴}$ ۲۵ مجلس منتظمہ ووکنگ مسلم مشن اور مبلغ نو صد پینتیس روپیہ مد قرآن انگریزی ایں بابت قیمت قرآن کریم انگریزی کے منتقل کیا گیا۔ جو ووکنگ میں فروخت ہوا۔ سکریٹری

نقشہ ۱ تفصیل آمد مشن در ہندوستان بابت ماہ جنوری سنہ ۱۹۲۵ء

روپیہ	آنہ	پائی	اسمائے معطی صاحبان	روپیہ	آنہ	پائی	اسمائے معطی صاحبان
۱	.	.	جناب مسیح الدین صاحب رہتک	۲	.	.	جناب محمد ابراہیم صاحب بھوالی .. ..
۵	.	.	" بابو فضل الدین صاحب جیت پور		۸	.	" سید حسین صاحب کانپور .. ..
۲۵	.	.	" عبدالقدوس صاحب لکھنؤ	۴	.	.	جنابہ والدہ خواجہ خلیل احمد صاحب لاہور .. ..
۲۰	.	.	" الہ بخش صاحب پھلدریاں	۱	.	.	" فاطمہ بی بی صاحبہ .. ..
۱۲	.	.	" نبی بخش و مولا بخش صاحبان رامپور	۲	.	.	جناب شیخ اکرام اللہ صاحب بہاول نگر .. ..
۱	.	.	" محمد امیر حسن صاحب لکھنؤ	۵	.	.	" الیس فتح محمد صاحب راجمندری
۵	.	.	" نور غنی صاحب امروکہ	۲۵	.	.	" عبداللہ محمد شریف میسور .. ..
۱۰	.	.	" خیرایت اللہ صاحب	۲۰	.	.	" میاں محمد خاں صاحب اوکاڑہ
۱	.	.	" محمد مسلم صاحب	۵	.	.	" سید امیر علیشاہ میانوالی .. ..
۱	.	.	" محمد بشیر خان " "	۱	.	.	" معلوم الاسم .. ..
۱۵	.	.	" علی محمد خان صاحب "	۱۳۲	۸	.	" حافظ ہدایت حسین صاحب کانپور
۷	.	.	" عبدالغفور صاحب "	۱	.	.	" امان اللہ صاحب میمن سنگھ بنگال
۱	.	.	" اصغر علی صاحب "	۱۵	.	.	" حضور نواب نعمت یار جنگ حیدرآباد دکن
۶	.	.	معرفت جناب طاہر الدین صاحب	۱۰	.	.	" سید احمد حسن صاحب کوہاٹ
۱	.	.	جناب ایم-ای این شریف الدین صاحب	۵	.	.	" ایم تاج الدین صاحب ٹنڈی ونم
۲۰	.	.	" امام الدین صاحب	۱۰	.	.	" ڈاکٹر ایم-ای صوفی صاحب بی-اے کلکتہ
۲	.	.	" عبدالمعبود صاحب بیلا تال	۵	.	.	" مسیح الملک حکیم اجمل خاں صاحب دہلی
				۵	.	.	" منہاج الدین صاحب بھٹنڈا
۳۷۶	۸		کل میزان	۳	.	.	" فضل کریم خان صاحب آباد ڈی لیپار

نقشہ ۲ تفصیل آمد اسلامک ریویو بابت جنوری سنہ ۱۹۲۵ء در ہندوستان

روپیہ	آنہ	پائی	اسمائے معطی صاحبان
۲۰	.	.	مفت تقسیم حضور نواب نعمت یار جنگ صاحب بہادر حیدرآباد دکن مد ۵ مفت تقسیم مد ۵ طباعت کتب
۵	.	.	" جناب مقبول احمد صاحب الہ آباد .. ..
۱۰	.	.	" " ڈاکٹر ایم-ای صوفی صاحب بی-اے کلکتہ .. ..
۱	۸	.	" " سرمست حسین صاحب میسور .. ..
۵۰	.	.	" " حضور میجر حاجی حمید اللہ خان صاحب بھوپال .. ..
۵	.	.	" " علی محمد صاحب گوردا سپور .. .. ..
۲۴۶۱	۱۰	.	قیمت اسلامک ریویو .. ..

اسلام قرآن کی زبان میں

صلح و محبّت کا مذہب

حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مبلغ اسلام کا لیکچر بمبئی میں

{ماخوذ از اسلامک ریویو فروری ۱۹۲۵ء صفحہ ۴۶ لغایت ۵۳ یہ تسلسل صفحہ ۹۵ جلد ۱۱ نمبر ۲ رسالہ اشاعت اسلام}

آپ نے اکثر جہاد کے متعلق سُنا ہوگا جان و مال اور مذہب کی حفاظت کیلئے اسے تجویز کیا۔ قرآن نے اسکے تین ہی مقصد بیان کئے ہیں اور یہ تینوں کے تینوں بغرض دفعیّہ ہیں۔ اوّلاً دشمن سے مال و جان کو بچانا دوم کسی عبادت گاہ کی حفاظت خواہ وہ کسی مذہب کی ہو۔ تیسرا مذہب میں آزادئ رائے۔ مسلمان خدا کی پولیس ہے۔ مذہب میں ہر ایک کا ضمیر آزاد ہونا چاہئے۔ کسی قسم کے جبر کی اجازت مذہبی معاملات میں قرآن نہیں دیتا۔ کسی کا حق نہیں کہ وہ دوسرے شخص اور اس کے خدا میں تیسرا بن کے آجائے جو شخص جو مذہب چاہے اختیار کرے۔ اور اگر کوئی اور شخص اپنا مذہب جبراً اس سے منوائے تو ایک مسلمان کا فرض ہے کہ وہ ایسے شخص کی سرزنش کرے۔ میری یہ باتیں تمہیں عجیب نظر آتی ہونگی کیونکہ اسلام کے خلاف پروپاگنڈا کرنے والوں نے خصوصاً مغرب میں جہاد کے متعلق ہر قسم کی بیہودہ داستانیں بنا رکھی ہیں۔ آپ قرآن پڑھیں اور قرآن بھی آنحضرت صلعم کے افعال کی روشنی میں "آنحضرت صلعم کے اخلاق اخلاقِ قرآن تھے" تو آپ مجھ سے متفق ہونگے۔ سب سے پہلے میں جہاد کے پہلے اور دوسرے مقصد کو لیتا ہوں۔ قرآن اسمیں فرماتا ہے :-

اذن للذین یقٰتلون بانھم ظلموا وان اللہ علی نصرھم لقدیر الذین

اخرجو من دیارھم بغیر حق الا ان یقولو ربنا اللہ ولولا دفع اللہ الناس بعضھم ببعض لھدمت صوامع وبیع وصلوات ومسجد یذکر فیھا اسم اللہ کثیرا ولینصرن اللہ من ینصرہ ان اللہ لقوی عزیز ۔ (سورہ حج آیت ۳۹-۴۰)

ترجمہ ۔ ان لوگوں کو (بھی) ان کافروں سے لڑنے کی اجازت دیجاتی ہے یا اس واسطے کہ ان پر ظلم ہو رہا ہے ۔ اور کچھ شک و شبہ نہیں ۔ کہ اللہ انکی مدد کرنے پر قادر ہے یہ وہ مظلوم لوگ ہیں) جو بیچارے صرف اتنی بات کے کہنے پر کہ ہمارا پروردگار اللہ ہے ناحق (ناروا) اپنے گھروں سے نکال دیئے گئے ۔ اور اگر اللہ لوگوں کو ایک دوسرے (کے ہاتھ) سے نہ ہٹواتا (تو نصاریٰ کے) صومعے اور گرجے اور یہودیوں کے) عبادت خانے اور مسلمانوں کی) مسجدیں جنمیں کثرت سے خدا کا نام لیا جاتا ہے کبھی کے ڈھا دیئے جا چکے ہوتے +

قرآن کریم میں یہ پہلا حکم جنگ کیلئے آنحضرت کے ان صحابہ کو دیا گیا جن پر انکے دشمن جنگ کر چکے تھے ۔ اور جو ہر طرح پر ستائے جا چکے تھے ۔ اور جنہیں گھروں سے نکالا جا چکا تھا ۔ اسی معاملے میں قرآن نے پھر فرمایا :-

و اخرجوھم من حیث اخرجوکم ۔ ۔ ۔ ۔ فان انتھو فلا عدوان (سورہ بقرہ - ۱۹۱-۱۹۳) **ترجمہ** ۔ انہیں ان جگہوں سے نکالو جہاں سے انہوں نے تمہیں نکالا ۔ اور اگر وہ لڑائی کرنی چھوڑ دیں ۔ تو پھر عداوت جاری رکھنی نہیں چاہیئے +

اس جگہ کی اجازت پر کیا اعتراض ہو سکتا ہے ۔ پیغمبر صلعم کے جنگ اسی امر پر تھے ۔ اس امر کے ثابت کرنے کے لئے کسی لمبی چوڑی بحث کی ضرورت نہیں + پہلے تین جنگوں کے مقام ہی اس امر کا فیصلہ کر دینگے ۔ آپ نے اپنی جان بچانے کے لئے حکم ربی کے ماتحت مکہ چھوڑا ۔ جہاں آپ تیرہ سال کے لئے متواتر طرح طرح کے مظالم کا شکار ہوتے رہے ۔ آپ مدینے گئے لیکن دشمن نے وہاں بھی نہ چھوڑا ۔ مکہ مدینہ میں ۱۲ منزل کا فاصلہ ہے

پہلا جنگ مقام بدر ہؤا۔ جو مکہ سے ۹ منزل اور مدینہ سے ۳ منزل دوسرا جنگ اُحد پر ہؤا جو مدینے سے ایک منزل اور مکہ سے گیارھویں منزل پر ہے۔ تیسرے جنگ میں دشمن نے دس ہزار آدمیوں کے ساتھ مدینے کا محاصرہ کیا۔ جنگ کے یہ تین مقام خود ہی فیصلہ کر دیتے ہیں۔ کہ آنحضرت صلعم کو اپنی حفاظت میں ان تین جنگوں پر آمادہ کیا اسکے بعد ایک حربی حالت عرب میں پیدا ہوئی۔ کبھی ادھر سے حملہ ہؤا کبھی اُدھر ہؤا لیکن تاریخ میں ایک بھی نظیر ایسی نہیں جہاں کوئی شخص اسلام قبول کرنے کیلئے مجبور کیا گیا نہ آنحضرت کے وقت نہ صحابہ کرام کے وقت +

اسلامی جنگوں کا تیسرا مقصد مذہبی معابد کی حفاظت ہے جنمیں سب سے پہلے راہبوں کے رہنے کی جگہ کا ذکر ہے۔ اسلام کے سوا دنیا کا کونسا مذہب ہے جہاں راہب اور انکی خانقاہیں نہیں ہوتیں۔ عیسائی ہیں تو ہر جگہ یہ خانقاہیں ہوتی ہیں۔ اور ہر مسلمان کا قرآنی فرض ہے۔ کہ انکی حفاظت کرے۔ یہ بھی یاد رکھنا چاہئیے کہ آنحضرت صلعم کے زمانے میں عیسائیوں کا جو فرقہ موجود تھا۔ وہ مسیح۔ مریم اور دیگر بزرگوں کے بتوں کو پوجتے تھے۔ وہ وہی باتیں کرتے تھے۔ جو آج بعض ہندو کرتے ہیں۔ میں آیت مذکورہ کی تفسیر آنحضرت صلعم کے اپنے عمل کے ذریعے کرتا ہوں۔ نجران کے عیسائی آپ کے پاس حاضر ہو کر بعض مراعات کے ملتجی ہوئے۔ آپ نے ذیل کا امان نامہ دیا +

نجران اور اسکے اردگرد کی بستیوں کے عیسائیوں کو خدا اور اسکے رسول کی امان دی جاتی ہے۔ ان کی جو موجود ہیں یا غیر حاضر جان مال مذہب حفاظت میں ہیں۔ اُنکے مذہب اور شعار مذہب میں دخل نہ دیا جائیگا۔ نہ انکے حقوق میں کوئی تبدیلی ہوگی۔ نہ کوئی بشپ اپنے عہدے سے نہ کوئی راہب اپنی خانقاہ سے نہ کوئی پادری اپنے منصب سے علیحدہ کیا جائیگا۔ جو کچھ

اُنہیں اس وقت ملتا ہے۔ وہ جاری رہیگا۔ ان کی کوئی مُورت یا بُت یا صلیب نہ توڑی جائیگی۔ نہ وہ ظلم کرنے پائیں گے نہ اُن پر ظلم ہوگا.... کوئی عُشر ان سے نہ لیا جائیگا نہ انہیں مجبور کیا جائیگا۔ کہ وہ فوج کو رسد دیں +

یہ نہ بھولنا چاہئے۔ کہ یہ رعائتیں کسی معاہدہ کی شرائط تھیں جو جنگ میں دو دشمن حالات موجودہ کی مجبوری سے کرتے ہیں۔ بلکہ ایک بادشاہ کیطرف سے اپنی رعایا کو یہ حقوق دیئے جارہے ہیں +

آنحضرت صلعم کے بعد صدیق اکبر کا زمانہ آیا۔ مسلم سردار فوج خالد بن ولید ایک مقام کے فتح ہونے پر عیسائیوں کو اُن کی جان و مال کی حفاظت کا اعلان دیتے ہوئے یہ بھی اعلان دیتے ہیں +

انہیں ان کی خاص رسموں کے وقت نہ تو ناقوس بجانے سے اور نہ شہر میں صلیبیں پھرانے سے روکا جائیگا +

اس اعلان کو خلیفۂ اول اور آپ کے مشیروں نے پسند فرمایا۔ اگر ناقوس کی اجازت ایک غیر مذہب کو دیگئی۔ تو پھر ہندو اور عیسائی میں کیا فرق رہا ہے اگر اسلام شہر میں صلیب پھرانے کو روا رکھتا ہے۔ تو صلیب میں اور ہندوؤں کی آرتی میں کیا فرق ہے۔ فوج کو ہدایات دیتے ہوئے خلیفۂ اوّل ذیل کا حکم نافذ فرماتے ہیں۔

تم کسی راہب یا تارک کے امن یا سکوت میں خلل نہ ڈالنا نہ انکے رہنے کی جگہ کو گرانا +

ایک مسلمان سپاہی تو جنگ کے شور و شر میں بھی کسی راہب کی عبادت میں خلل انداز نہیں ہوسکتا۔ تو پھر ایک مسلمان باجے یا ڈھول بجاتا ہوا کسطرح کسی معبد کے پاس سے گذر سکتا ہے۔ میں ہنود بھائیوں کو انکے مذہبی احساسات پر چھوڑتا ہوں۔ اگر ان کا مذہبی جذبہ اسی طرح تسکین پا سکتا ہے تو کوئی مضائقہ [illegible] یقین دلاتا ہوں

کہ ہم مسجدوں میں ایک ہی بات کرتے ہیں۔ اسی خدا کو یاد کرتے ہیں جو ان کا بھی خدا ہے۔ اور کم از کم مجھے تو یہ بات سمجھ نہیں آتی کہ مسجد کے پاس ناقوس یا ڈھول بجا کر اور مسلمانوں کو خدا کی یاد میں خلل انداز ہو کر کسی کی روح یا اسکے مذہبی جذبے کی تسکین ہوتی ہے +

خلیفۂ ثانی کے وقت مصر فتح ہوا۔ مصر کے کل گرجے قائم رہے وہاں کے پادری اور اسقف اپنے عہدوں پر قائم رکھے گئے۔ گرجوں کنیسوں کی جاگیریں بحال رکھی گئیں۔ فاروق اعظم فاتح کی شان میں بیت المقدس میں داخل ہوتے ہیں۔ آپ کنیستہ القیامت میں داخل ہوتے ہیں۔ وہیں نماز عصر کا وقت آجاتا ہے۔ اُسقف اعظم عرض کرتا ہے۔ کہ آپ یہیں نماز پڑھ لیں۔ لیکن فاروق اعظم بلا جواب دیئے کنیسہ سے باہر چلے جاتے ہیں۔ اور ایک فاصلے پر جاکر نماز پڑھتے ہیں۔ نماز کے بعد آپ کنیسہ کے بڑے پادری کو فرماتے ہیں۔ کہ یہیں جہاں نماز پڑھونگا وہیں آنیوالی نسلیں مسجد بنا دینگی۔ اس وجہ سے میں نے کنیسہ میں نماز نہ پڑھی +

دس سال ہوئے میں نے اس کنیسہ کو بھی دیکھا۔ اور اس سے چند سو قدم کے فاصلے پر اس مسجد کو بھی دیکھا جو فاروق اعظم کے اس واقعہ کی یاد میں بنائی ہے۔ جناب عثمان کے وقت غیر مسلم مذاہب سے وہی فیاضانہ سلوک روا رکھا گیا۔ چنانچہ مرو کا افسر پادری اُسقف اعظم کو لکھتا ہوا کہتا ہے۔ کہ خدا نے زمین کی بادشاہت آج عربوں کو دیدی ہے وہ ہمارے مذہب پر حملہ نہیں کرتے۔ بلکہ ہمیں امداد دیتے ہیں۔ ہمارے بزرگوں کی عزت کرتے ہیں۔ ہمارے کنیسوں اور خانقاہوں کو زر امداد دیتے ہیں۔ جناب علی مرتضےٰ نے بھی اپنے وقت میں ایرانیوں کے ساتھ ویسا ہی سلوک کیا۔ آپ نے آتش کدوں کو قائم رکھا۔ اور ان کی آمدنیوں اور جاگیروں کو

بحال رکھا +

مذہبی رواداری

میں نہیں چاہتا کہ اس قسم کی رواداری کی مثالیں گنتا ہوا آپ کا وقت عزیز لوں مسلمان بادشاہ جہاں بھی گئے انہوں نے ہر جگہ ایسی ہی رعائتیں کیں میں صرف ہندوستان کا ذکر کرتا ہوں - پروپاگنڈا والے جو چاہیں کریں - لیکن واقعات واقعات ہی ہوتے ہیں - آپ میں سے کوئی ہندو بھائی میرے ساتھ بنارس چلا چلے وہاں بہت سے ہندو مندر ہیں - جن کے ملحق بہت سی جاگیریں ہیں ان کی دستاویزات اگر دیکھی جائیں تو یہ جاگیریں مسلمان بادشاہوں کی عطا کردہ ہیں جنمیں ایک سیدنا حضرت اورنگ زیب بھی ہیں - جنکے خلاف اس قدر جھوٹ سچ کہا گیا ہے - میرے پاس انکے حکم کا فوٹو بھی ہے - اکبر کی لوگ بہت تعریف کرتے ہیں - لیکن اس نے کوئی ایسی بات نہیں کی جسے قرآن نے ہر ایک مسلم پر واجب نہیں ٹھیرایا - بنارس کے بعد کشمیر کو دیکھ لو وہاں بھی ویسی صورت نظر آتی ہے - آبادی کے ہر حصہ میں ہندوؤں کے بڑے بڑے تیرتھ ان کے متعلق جاگیریں ہیں - یہ جاگیریں مغلوں کی دی ہوئی ہیں - اور انہیں میں ایک اورنگ زیب تھے - لیکن جو جاگیریں کشمیر میں مسجدوں اور مسلمانوں کے مقدس مقامات کے متعلق مغلوں کی دی ہوئی تھیں وہ آج کہاں ہیں - سرینگر کی پتھر مسجد کے دروازے کشمیر میں کیوں مسلمانوں پر بند کر دیئے گئے ہیں - اس سوال پر ہندو بھائی غور کریں +

مسلمان کم از کم ایک ہزار برس تک طاقت و شوکت کے ساتھ ہندوستان میں حکومت کرتے رہے - اگر اسلام تلوار کے ساتھ ہی پھیلا تھا تو آج بھی ہندوستان میں مسلمانوں سے بڑھ کر ہندوؤں کی تعداد زیادہ کیوں ہے - اور یہ بھی یاد رہے - کہ ہندوستان کے مسلمان سارے کے سارے نومسلم یا اُن کی اولاد نہیں کثرت سے تو باہر سے آکر یہاں آباد ہوئے +

اب کشمیر سے دکن آجاؤ - ریاست کے لگان کا ایک بھاری حصہ ہندو مندروں آتشکدوں

گرجوں گوردواروں اور مسجدوں کی امداد میں جاتا ہے۔ شاہ دکن نے امن و رواداری کے مذہب کا سچا ثبوت دیا ہے۔ یہی حالت بھوپال میں بھی ہے۔ بدقسمتی سے آج مندروں اور مسجدوں کی بیحرمتی ہو رہی ہے۔ خدا کے گھر گرائے جاتے ہیں۔ گلبرگہ اور دوسری جگہ بھی یہی ہوا۔ لیکن شاہ دکن کے مذہب نے اُسے مجبور کیا کہ وہ گرے ہوئے مندروں کی مرمت اپنے خرچ پر کرا دے۔ راجگان ہند اور خصوصاً بھرتپور کو اس مثال سے سبق لینا چاہئے +

اب میں مذہب رواداری کی ایک بہترین مثال دیکر تخفیف تصدیعہ کرتا ہوں۔ اس مثال کی نظیر مجھے تاریخ عالم میں نظر نہیں آتی +

ایام نبوی میں چند پادری مذہبی بحث کیلئے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ نے انہیں اپنی مسجد کے ارد گرد کے حجروں میں جگہ دی۔ وہ چند دن تک مہمان رہے۔ اتنے میں اتوار کا دن آگیا۔ انہیں گرجا کرنا تھا۔ مسلمان کے لئے تو کل زمین مسجد ہے لیکن ان عیسائی مہمانوں کو عبادت کیلئے کوئی جگہ چاہئے تھی۔ مذہب محبت و رواداری کے معلم نے اُن کی اس گھبراہٹ کو دیکھا۔ انہیں اجازت دی کہ وہ مسجد نبوی کو ہی اپنا گرجا بنالیں حیرت کا مقام ہے۔ اسی خدا کے گھر میں جسکی شان لم یلد و لم یولد ہے خدا باپ اور خدا بیٹے کی پرستش کی +

اپیل بامسلم

برادران اسلام! مجھے صرف تمہیں اب ایک بات کہنی ہے تمہارا ہی مذہب دُنیا میں ایسا ہے جس نے دوسروں کو اپنے میں داخل کرنے کی اجازت دی۔ ان دوسروں میں اپنے مذہب کی محبت اسی طرح پیدا کرو جس طرح تمہارے آباؤ اجداد نے کی۔ نیک اعمال محبت آشتی اور پیار سے لوگوں کو اپنے اندر جذب کرو۔ تمہارا امتیازی لفظ السلام علیکم ہے سلامتی اور امن کی روح سے تمہارے خیالات تمہارے کلمات تمہارے اعمال شمیز ہونے چاہئیں۔ تمہارا مذہب اسلام ہے جسکے معنے امن اور آشتی کے ہیں تمہارا مذہب تمہارے اعمال سے ظاہر ہونا چاہئے۔ درخت اپنے پھلوں سے پہچانا جاتا ہے۔ خدا تمہارے ساتھ ہو +

قبولیت اسلام

مکرمی جناب ایڈیٹر صاحب - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
الحمد للہ اب پچھلے دنوں خدا کے فضل وکرم سے چند سعید روحیں خواجہ نذیر احمد صاحب امام مسجد ووکنگ کے ہاتھ پر حلقہ بگوش اسلام ہوئیں جن کے اسم گرامی ذیل میں درج کئے جاتے ہیں - یہ خدا کی عنایت اور کرم نوازی ہے +

پیدائشی نام	اسلامی نام
۱- مسٹر فریڈرک سانڈرسن	فضل کریم
۲- ایلفرڈ روپرٹ گریوز	احمد
۳- سارجنٹ میجر ٹامس البرٹ برٹن ڈگلس	عبد المجید
۴- مس ڈارتھی کلانی	فاطمہ
۵- مس نورا ہالیڈے	وقار بیگم
۶- مسٹر ٹی - جی - این - بریٹ	محمد توفیق
۷- ہرمن ایف - رائیٹ	عبد الحمید
۸- مسٹر لارنس ایچ - ویمز	عبد اللطیف

اس فہرست میں مسٹر ہرمن ایف رائٹ خاص طور پر قابل ذکر ہیں - یہ امریکہ کے رہنے والے ہیں - ان کے والد انگلستان چھوڑ کر امریکہ جا بسے تھے اور خود بیرونٹ Baronet تھے - یعنی انگلستان کے ان مخصوص امرا میں سے تھے - جن کا جدی خطاب سر Sir رہا ہے - انہوں نے امریکہ میں امریکن قومیت اختیار نہ کی تھی - اس کی وفات پر ان کے خلف مسٹر ہرمن ایف رائٹ نے Sir اور Baronetcy کا خطاب ورثہ میں پایا - لیکن انہوں نے امریکن قومیت ۲۱ سال کی عمر میں اختیار کی - اور امریکہ اور انگلستان کے قوانین کے مطابق صاحب موصوف کو اپنی Baronetcy اور Sir کا خطاب چھوڑ دینا پڑا +

صاحب موصوف گذشتہ موسم گرما میں ملکی کی نمائش پر تشریف لائے ہوئے تھے۔ آپ امریکن ٹریڈ ڈیلیگیشن Trading delega کے معزز رکن تھے۔ اتفاقاً سیٹھ عبدالغفور صاحب ملی کی دُکان پر جو نمائشگاہ میں تھی، امام مسجد ووکنگ سے ان کی ملاقات ہوئی۔ مسٹر رائٹ نے اسلام میں خاص دلچسپی کا اظہار کیا۔ چنانچہ آپ عید الضحےٰ کے موقعہ پر خواجہ نذیر احمد صاحب کی دعوت پر مسجد میں تشریف لے آئے۔ آپ سے اُن کے امریکہ چلے جانے کے بعد بھی اسلام کے متعلق خط وکتابت جاری رہی۔ خدا کے فضل سے اُنہیں نور ہدایت نصیب ہوا اور انہوں نے پچھلے ہفتہ کی ڈاک میں ہمیں قبول اسلام کی خوشخبری سنائی +

یہ سب پروردگار کے افضال ہیں +

خاکسار۔ قادر داد خاں۔ مسجد ووکنگ انگلستان۔ ۱۴ جنوری سنہ ۱۹۲۵ء

اے قومی رہنماؤ کچھ قوم کی خبر لو

قرآن مجید اور اس سے مسلمانوں کی خلاف ورزی

{ذیل کا پر درد مراسلہ ایک مسلم محترم بہن کی قلم کا ہمیں ملا۔ مراسلہ کیا ہے۔ اُن کے درد دل اور خون جگر نے الفاظ کی شکل وصورت اختیار کر لی ہے۔ مترجم}

کیوں مسلمان قرآن کو چھوڑ کر اوروں کے پیچھے لگ گئے۔ گاندھی کی پیروی نے ہمیں نقصان پہنچایا ایک نسل کی نسل تعلیم سے گئی گذری۔ ہزاروں بے روزگار ہوئے۔ وہ نیک نیت ہونگے لیکن انکی تعلیمی پالیسی کی پیروی ان کے ہم مذہبوں نے نہ کی۔ اور نئی تعلیمگاہیں بچی ہیں بالمقابل ہمیں نقصان ہوا۔ یہ وقت ہمیں اسلئے دیکھنا پڑا کہ ہمنے اپنی نورانی کتاب سے نور نہ لیا۔ ایک بندے کے جلائے ہوئے چراغ کے پیچھے ہو گئے۔ ایک ہوا کا جھونکا آیا جو اس چراغ کو بھی ساتھ ہی لیتا گیا۔ پھر ہم اندھیرے میں ٹامک ٹوئیے مارتے رہ گئے۔ کیا قرآن ہماری روشنی کیلئے کافی نہ تھا۔ کہ ہم نے ایک غیر قرآن کی بات سُنی۔ ایک رونا ہو تو انسان روئے۔ مسلمان اپنے دین کا کھیل بنا رہے ہیں۔ جو صلاح

فرائض سے مسلمان بےفکر ہیں۔ تاش، چوسر، شطرنج ان کا شغل ہے۔ جوا (قماربازی) تو قانون نے بند کردی۔ مگر اسکی ملچ نہ آئی۔ گویا قانون بھی نہ لوٹا اور روپے کی ہار جیت بھی چلتی رہی۔ پھر گھوڑ دوڑ کا سلسلہ ہے جسمیں پھر قمار بازی چلتی ہے۔ ٹکٹ خریدے جاتے ہیں۔ اور لاٹریں پڑتی ہیں۔ انگریزی تعلیم نے اور تو جو کیا سو کیا۔ لیکن ہمارے انگریزی خوانوں کو پرانی غلط کاریوں کا نام بدلکر انمیں مشغول ہونے کا بہانہ دیدیا۔ تاش گنجفہ کھیلنا تو پرانی بدتہذیبی سمجھی گئی لیکن وہ برج کی شکل میں تہذیب ہوگئی یعنی وہی جس کا نام برا ہے اُسے انگریزی نام دیدیا جاوے تو وہ بھلی بن جاتی ہے۔ عورتیں بیچاری گھروں میں جل بھن کر رہجاتی ہیں پھر آپ دیکھتے ہیں۔ کہ ہم اپنے مردوں کیلئے اسلامی لٹریچر منگوائیں تو ان مردوں پر حرام ہے کہ وہ پڑھیں البتہ اگر کوئی انکی اخبار آجائے تو اسکی طرف توجہ ہے اسے چھوڑ راتوں ناول خوانی ہوتی رہتی ہے۔ اگر کوئی اعتراض کرے تو کہا جاتا ہے کہ اس سے انگریزی اچھی ہوتی ہے۔ لیکن یہ تو خالی بہانہ ہے۔ کیا اسلامک ریویو یا کامریڈ کی یا مسلم اوٹ لک کی کوئی خراب انگریزی ہے۔ کیوں اسلامک ریویو دیکھا جاوے۔ مذہبی واقفیت بھی ہو اور ان ناولوں کے مقابل بہتر سے بہتر انگریزی پڑھنے میں آجاوے۔

اس سب کا نقص عدم تعلیم اور خصوصاً مذہبی تعلیم کی کمی ہے۔ مذہب سے واقف نہیں انہوں نے مذہب کو ایک قصہ کہانی سمجھا ہے۔ حالانکہ یہ صورت نہیں۔ آج قوم پر مصیبت ہے حیرتناک امر یہ ہے کہ ہمسایہ قوم میں بھی ہمیں کوئی عزت حاصل نہیں ہوتی۔ ہندو مذہب ایک قصہ کہانی ہے۔ مجموعہ اضداد ہے۔ پھر بھی وہ لوگ اپنی اسی مضبوطی قیام مذہب میں دیکھتے ہیں۔ بالمقابل ہمارا مذہب تو عین حکمت و دانائی ہے۔ ہر قسم کی برکات اسمیں ہے۔ لیکن پھر مذہب کیطرف توجہ نہیں قوم کچھ توجہ کرے سیاسی باتوں کو بعد میں دیکھا جائیگا۔ سردست مذہبی تعلیم کی سخت ضرورت ہے۔ شہر شہر اسلامی مبلغ جانے چاہئیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جو مسلمانوں کو آپسمیں لڑا کر اپنا مطلب پورا کرتے ہیں۔ بلکہ وہ جنکی زبان میں تاثیر ہو جنکے دل میں درد ہو۔ وہ ہر جگہ جائیں وہ اسلام کے محاسن بیان کریں وہ قوم کو غفلت سے جگائیں۔ اور قومی نوجوانوں میں مذہب کا جذبہ اور محبت پیدا کریں انہیں بد عادات سے بچائیں۔ اور سب سے آخر یہ کہ انہیں قومی امداد اور قومی اتفاق اور اسلام کی خدمت پر کھڑا کریں +

اکسیر رحمانی

یہ مجرب اکسیر ذیل کی شکایات کا حکمی علاج اپنے اندر رکھتی ہے جسکی تصدیق میں ہم ذیل کے چند سرٹیفکیٹ پیش کرتے ہیں سرٹیفکیٹ دہندگان کی حیثیت اسناد کی ذمہ وار ہے۔ کہ یہ دوائی اشتہاری حکیموں کی دوائی نہیں معدہ پر اس کا اثر فوراً ہو جاتا ہے۔ لیکن دیگر اثرات بیس سال کی عمر سے کم پر دس دن میں ہو جاتے ہیں۔ اور اس سے زیادہ کی عمر والا پندرہ دن کے اندر اندر اسکے اثر کو دیکھ لیتا ہے +

(۱) وجع المفاصل یعنے جوڑوں اور اعصاب کی درد (۲) عرق النساءٔ
(۳) سوء ہضم یا Dyspepsia (۴) کمزوری دل و دماغ -
(۵) ایام کی بیقاعدگی (۶) سیلان رحم +

اصل بات یہ ہے۔ کہ یہ دوائی سب سے اول معدہ کی اصلاح کرکے خون صالح پیدا کرتی ہے۔ جس سے جسم کا ہر ایک حصہ قوت پاتا ہے۔ اور رنگت کو صاف کرتی ہے۔ اور وزن کو بڑھاتی ہے۔ پندرہ دن کی خوراک کی قیمت ۱؎ محصولڈاک ۴؎ اور ایکماہ کی خوراک ۲؎ معہ محصولڈاک +

المشتہر منیجر اکسیر رحمانی عزیز منزل لاہور پنجاب

نقول سندات

حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مبلغ اسلام

دماغی مشقتوں نے جو میرے اعصاب کا حال کر رکھا تھا اس سے میں بالکل مایوس ہو چکا تھا۔ اس دماغی محنت نے میرے معدے جگر اور دل پر بڑا اثر کر رکھا تھا۔ اللہ تعالےٰ نے محض اپنے فضل سے مجھے ان تمام شکایات سے اکسیر رحمانی کے ذریعہ نجات بخشی ہیں۔ کہہ سکتا ہوں۔ کہ میں ازسر نو آج سے کچھ سال پہلے کی طرح پھر کام کرنیکے قابل ہو گیا ہوں۔ اعضاے رئیسہ کی طاقت دینے میں تو یہ دوائی فی الواقع اکسیر ہے +

منشی سعادت علی صاحب از رامپور

کولے سے لیکر گھٹنے تک میں سخت درد میں مبتلا تھا۔ اس دوائی کے ذریعہ مجھے آرام ہوا +

عالیجناب فرخی صاحب استاد نواب صاحب رامپور

اگر ہشتاد سالہ کی اشتہا اس دوائی کے استعمال سے دوگنی ہو جائے - تو اسے کرامت نہ کہا جاوے تو اور کیا +

محمد صدیق صاحب مالک کارخانہ صابون محمد صدیق محمد ابراہیم دہلی

مجھے اس دوائی سے حد فائدہ ہوا - میرے جسم میں چستی چلنے میں طاقت اور اشتہا میں زیادتی پیدا ہو گئی +

عالیجناب ولیعہد صاحب ریاست منگرول کاٹھیاواڑ

اس دوائی کے استعمال سے میرا وزن دس دن میں ایک پونڈ بڑھ گیا - میرے اور متعلقین نے بھی استعمال کیا - انہیں بھی ویسا ہی فائدہ ہوا

جناب عبدالاکبر خان صاحب نائب تحصیلدار چارسدہ

یہ دوائی مجھے خواجہ صاحب کی معرفت ملی - مجھے جسمانی اور دماغی طور سے از حد فائدہ ہوا دو تین دن کے اندر جسم میں چستی پیدا ہو گئی - میرے ایک اور دوست نے بھی استعمال کیا - اور فائدہ اٹھایا +

خانصاحب محمد لاو خان صاحب اسسٹنٹ کمشنر چارسدہ

میرے چند دوستوں نے اس دوائی کو استعمال کیا - انہیں مختلف شکایات تھیں - ان سب کو نہایت عمدہ فائدہ ہوا -

جناب محمد عبداللہ صاحب وکیل ہائیکورٹ سرینگر کشمیر

مجھے اور میرے احباب کو اس دوائی کے استعمال سے اعجازی رنگ میں خارق عادت فائدہ ہوا جسمانی اور نفسانی قواء میں نمایاں طاقت محسوس ہوئی حق الامر یہ ہے - کہ یہ اعجازی دوائی ایک زندہ کرامت ہے - میرے علاوہ موسے خان صاحب محمد اکبر محمد اسمٰعیل صاحب اور غلام نبی صاحب کو بھی فوری فائدہ ہوا - ایک دوست غلام رسول وجع المفاصل سے تنگ تھا - اور اس کے گھٹنوں میں درد تھا - اسے بھی فوری فائدہ ہوا -

ملک شیر محمد صاحب سکرٹری محکمہ مال ریاست جموں و کشمیر

میں نے دوا ہاضمہ کو استعمال کیا - قوت ہضم بڑھانے اور اشتہا صادق کے پیدا کرنے میں اسے میں نے بے نظیر پایا - چند روزہ استعمال سے اس دوا کا اثر ظاہر ہونے لگتا ہے - میرے علم میں کہنہ بدہضمی و امراض معدہ کے دفعیہ کے لئے اکسیر کا حکم رکھتی ہے - خون صالح پیدا کرتی ہے - میرا یقین ہے - کہ عالم پیری میں جسمانی قواء کی تقویت کے لئے اس دوا سے بہتر نافع دوا نہ ہوگی - دماغی کام کرنے والوں کے لئے یہ دوا از حد مفید ہے +

۲۷ جنوری ۱۹۲۵ء

عالیجناب حکیم سید لعل شاہ صاحب برق پشاور

پچھلے دنوں مسٹر فضل احمد خانصاحب انسپکٹر محکمہ مسکرات کو جبکہ وہ ڈیرہ میں متعین تھے چھ ماشہ "اکسیر رحمانی" کا استعمال کرایا - ان کا بیان ہے کہ میرا وزن تین سیر بڑھ گیا - اور عام صحت بہت ہی اچھی ہو گئی +

میرے گھر کے آدمی دودھ کا استعمال نہیں کر سکتے تھے اگر کبھی ایسا اتفاق ہو جاتا - تو رحمی تکلیف ہو جاتی مگر اکسیر روحانی کے استعمال سے پہلے دن آدھ پاؤ اور دوسرے تیسرے دن پاؤ - اور پندرہ دن کے بعد تین پاؤ تک بلاتکلف دودھ ہضم ہونے لگا - واقعی اکسیر رحمانی اکسیر ہی ہے +

تصنیفات حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مبلغ اسلام

اُمّ الالسنہ

معروف بہ

زندہ و کامل زبان

یہ کتاب بالکل جدید تصنیف ہے۔ اور جدید مضمون پر لکھی گئی ہے۔ اپنی نوع کی پہلی کتاب اردو انگریزی لٹریچر میں لکھی گئی ہے۔ اسمیں یہ دکھایا گیا ہے۔ کہ عربی الہامی زبان ہے۔ اور کل دنیا کی بانیں اس سے نکلی ہیں۔ اور ابتدا میں سب ملکوں کے آبا و اجداد عربی الاصل تھے۔ یہ کتاب دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے قیمت ۱۲ ؍

مُطالعۂ اسلام

بلا جلد ۱۲ ؍ مجلد عہ ؍

مصنفہ حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مبلغ اسلام

اس کتاب میں امنت باللہ وملئکتہٖ وکتبہٖ ورسلہٖ والیوم الاخر والقدر خیرہٖ وشرہٖ من اللہ تعالیٰ والبعث بعد الموت کی نہایت فلسفیانہ اور محققانہ تفسیر کی گئی ہے۔ نیز پانچ ارکان اسلام کلمہ طیبہ حج۔ روزہ نماز۔ زکوٰۃ پر فلسفیانہ روشنی ڈالی ہے۔

خطباتِ غربیہ

یہ وہ معرکۃ الآرا خطبے ہیں جو حضرت خواجہ صاحب نے اپنے قیام لندن میں ناآشنایان اسلام کو اسلام سے معرفت کرانے اور ان پر حقانیت اسلام متحقق کرانے کے لئے انگلستان کے مختلف مقامات پر انگریزی زبان میں دیئے۔ بعض احباب کی خواہش پر اردو میں ترجمہ کئے گئے ہیں۔ مکمل سٹ بلا جلد ۱۲ ؍ مجلد عہ

مقصد مذہب

یہ وہ معرکۃ الآرا لیکچر ہے۔ جو حضرت خواجہ صاحب نے لاہور کی مذہبی کانفرنس میں پڑھا۔ اس کانفرنس میں عیسائی سناتنی۔ آریہ سماجی۔ برھمو سماجی۔ اور بہت سے مذاہب کے نمایندوں نے اپنے اپنے لیکچر پڑھے۔ اس لیکچر کی خوبی پڑھنے سے عیاں ہوتی ہے + قیمت ۳ ؍

مذہبِ محبّت

اسمیں فاضل مصنف نے براہین قاطعہ کے ساتھ یہ ثابت کیا ہے کہ صرف اسلام ہی ایک مذہب ہے۔ جو تمام بنی نوع انسان میں صلح۔ امن۔ آشتی محبت پیار۔ یکجہتی کامیابی کے ساتھ قائم کر سکتا ہے + قیمت ۱ ؍

ذرّات عالم کا مذہب

اسمیں مصنف نے دکھایا ہے۔ کہ سائنس اور مذہب کا آپس میں چولی دامن کا ساتھ ہے۔ روح کی پیدائش اور اسکے خواص مسئلہ ارتقاء انسانی۔ کفارہ پر ایمان اپنی ہتک ہے قیمت ۸ ؍

اسلام

اور

علوم جدیدہ

اسمیں فاضل مصنف نے واضح طور پر بیان کیا ہے کہ قرآن ہی ایک کتاب ہے۔ جس نے لطیف حقائق اور باریک مسائل سمجھانے کیلئے صحیفۂ قدرت اور اس کے مظاہر کیطرف انسان کو متوجہ کیا۔ قیمت ۴ ؍

ینابیع المسیحیّت

یہ کتاب نوعیت میں بالکل نئی ہے۔ اسمیں دکھایا ہے کہ مروجہ اصول و حکایات مسیح کو جناب مسیح سے کوئی تعلق نہیں۔ بلکہ مسیحی دین کی ہر ایک بات سورج پرستی اور مسیح سے قبل کی بت پرستی سے لی گئی ہے۔ اس کتاب کا ہر صفحہ نئے انکشافات اپنے اندر لئے ہوئے ہے منکشف شدہ حالات حیرت افزا اور سنسنی خیز ہیں جن سے کروڑ ہا عیسائی بیخبر ہیں۔ اور جن کے پڑھنے سے وہ اپنے مسلمات پر قائم نہیں رہ سکتے +

قیمت بلا جلد عہ مجلد ۱۲ ؍

یسوع کی الوہیّت

اور

اسکی انسانیت پر ایک نظر

فاضل مصنف نے الوہیت مسیح کفارہ۔ معجزات مسیح کی حقیقت الغرض وہ مسائل جو عیسائیت سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان سب کی براہین قاطعہ سے تردید کی ہے +

قیمت ۔۔۔ ۴ ؍

المشتہر۔ مینجر مسلم بک سوسائٹی عزیز منزل لاہور (پنجاب)

تصنیفات حضرت خواجہ کمال الدین صاحب بی۔ اے۔ ایل۔ ایل بی مبلغ اسلام و امام مسجد ووکنگ (انگلستان)

رازِ حیات یا انجیل عمل

اس کتاب میں فاضل مصنف نے دکھایا ہے کہ مذہب کو روزانہ زندگی میں دخل ہے۔ ایمان کی ترقی بھی اعمال سے ہوتی ہے۔ قوت۔ دولت و حشمت۔ جاہ و جلال مرفع الحالی کا راز قوتِ عمل میں ہی مضمر ہے۔ جس طرح کہ باغ کی تر و تازگی نشو و نما پانی سے ہوتی ہے۔ اسی طرح زندگی کا راز قوت عمل میں پنہاں ہے۔ یہ کتاب تمام ہندوستان میں مقبول ہوگئی ہے۔ قیمت بلا جلد ۵؍ مجلد عہ

توحید فی الاسلام

فاضل مصنف نے اس کتاب میں ضروریات زمانہ کے مطابق مسلمانوں کے ہر شعبۂ زندگی پر روشنی ڈالی ہے اسمیں بیان کیا گیا ہے کہ روح توحید ہی تہذیب و تمدن کی جان ہے۔ اسی سے اخلاق فاضلہ کی آبیاری ہوتی ہے یہی علوم جدید کی محرک حکمت و فضیلت کی مولد اور جمہوریت کی جان ہے۔ توحید سے ہی حقوق انسانی کی حفاظت ہوتی ہے + قیمت بلا جلد عہ مجلد ۵؍

سلکِ مروارید بلا جلد عہ مجلد ۱۲ار

بیان دس زبردست معرکۃ الآرا لیکچروں کا اردو مجموعہ ہے جو حضرت خواجہ صاحب نے سنہ ۱۹۱۱ء سے لے کر سنہ ۱۹۲۲ء تک مذہبی کانفرنسوں میں مختلف مقامات دنیا میں انگریزی زبان میں دیئے۔ ان میں دیگر مذاہب کے مقابل اسلام کی حقانیت ثابت کرنے کیلئے مختلف عنوانوں کے ماتحت اسلام پر لیکچر دیئے گئے ہیں حضرت خواجہ صاحب کے تمام مذہبی لٹریچر کا نچوڑ ہے + بلا جلد عہ مجلد ۱۲ار

ضرورتِ الہام بلا جلد ۱۲ار مجلد عہ

فی زمانہ تعلیم یافتہ اصحاب وحی اور الہام کے وجود سے انکاری ہیں۔ اس حالت میں وہ کسی مذہب کو خدا کی طرف سے ماننے پر تیار نہیں ہوتے۔ اس کتاب میں سائنٹیفک طریق پر اور عقلی دلائل سے بتایا گیا ہے۔ کہ الہام کی انسان کو ضرورت ہے اور الہامی ہی مذہب آیا ہے + بلا جلد ۱۲ار مجلد عہ

مکالماتِ ملّیہ

یعنی وہ گفتگوئیں یا بحثیں جو حضرت خواجہ صاحب اور دیگر مذاہب کے رہنمایان کے درمیان مختلف مقامات پر ہوئیں۔ اسمیں جمع کی گئی ہیں۔ یہ مکالمات مبلغین اسلام اور دیگر مسلم اصحاب جنکو مخالفین اسلام سے بحث کرنی پڑتی ہے۔ ان کے لئے مفید ہیں قیمت ۱۲ار مجلد عہ

اسلام میں کوئی فرقہ نہیں قیمت ۱۲ار مجلد عہ

اس کتاب میں فاضل مصنف نے عقلی و نقلی دلائل سے ثابت کیا ہے۔ کہ اسلام میں کوئی فرقہ نہیں اور سب نام نہاد فرقوں کے اصول ایک ہیں۔ فقط فروعی اختلافات آپس میں ہیں اور تمام مسلمانوں کو یک جہتی سے کام کرنے کی تلقین کی ہے + قیمت ۱۲ار مجلد عہ

صلائے نصرت بہ اہلِ ہمت

یہ ایک فارسی نظم ہے جس میں واقعات حاضرہ قرآنی آیات و احادیث نبوی سے اشاعت اسلام کی اہمیت مسلمانوں پر واضح کی گئی ہے + قیمت بلا جلد ۱۲ر

براہینِ نیرہ حصہ اول

معروف بہ

زندہ و کامل الہام

اسمیں یہ دکھایا گیا ہے کہ قرآن ایک خاتم اور ناطق الہامی کتاب ہے جسمیں تہذیب و تمدن کے کل قوانین موجود ہیں۔ اس ضمن میں مصنف نے ایک حکیمانہ بحث میں موجودہ تہذیب پر تنقیدی نگاہ ڈالی ہے۔ کل مذاہب دیگر کے عقائد اور اصولوں پر نہایت منطقیانہ بحث کی ہے + قیمت ۱۲ار مجلد۔۔۔۔ عہ

اُسوۂ حسنہ

معروف بہ

زندہ و کامل نبی قیمت ۸ر مجلد ۱۲ار

اسمیں آنحضرت صلعم کا کامل نمونہ بحیثیت انسان کامل پیش کیا گیا یہ کتاب مقبولیت عامہ حاصل کر چکی ہے اسکو پڑھ کر ماننے کے سوا چارہ نہیں رہتا۔ کہ حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں۔ اور اگر کوئی نبی کامل ہو سکتا ہے تو وہ آپ ہی کی ذات ہے + قیمت ۸ر مجلد ۱۲ار

المشتہر۔ مینجر مسلم بک سوسائٹی عزیز منزل لاہور (پنجاب)